قال الله تبارک و تعالی ادعونی استجب لکم

الحمد لله که بامداد خالق کونین این کتاب ذیل غین ریب رین اغنی



باهتمام مرتجی الی رحمة الله العلی حسین بخاری

در مطبع گلزار حسنی بحلیهٔ طبع محلی گردید



ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد **فقیر محمد عثمان** عفاعنہ الرحمٰن کی طرف سے اہل انصاف پر و

کہ حرمین شریفین و دیگر بلاد اسلامیہ مین اجابت اذان خطبہ جمعہ اور دعا اذا

شروع خطبہ اور اسیطرح وقت جلسہ بین الخطبتین سورۂ اخلاص یا دعاء ربنا وغیر

خطیب و سامعین کا اور بعد خطبہ جواب اقامت بلا نکیر معمول و متعارف بزرگان دین

یام مین فرقۂ **وہابیہ** نے جسکا مسلک تکفیر و تضلیل مسلمین و تجہیل ائمۂ دین

سئلہ مین بہت زور و شور کرکے اوس معمول و متعارف بزرگان دین کو جر

لم ضلالت مجوزین و عاملین کا شایع کیا تھا لہذا رسالہ **تنویر العین فی جوا**

الجلسۃ بین الخطبتین (مصدقہ بفتاوی علماء اہلسنت بمبئی و سورت و بدایو

مدراس و بنگلور و حیدرآباد دکن وغیرہ) مین اُسکے سب شبہات کا بخوبی ابطا

یقین کی سند سے کردیا تھا۔ اور چونکہ وہ لوگ مولوی عبدالحی لکھنوی کو بڑا

ق لکھتے ہین لہذا اونکے اقوال بھی نقل کر دئے تھے غرضکہ تحقیقاً و الزا

وہ رسالہ کافی وشافی تھا۔ بالفعل بغرض رد رسالہ تنویر العین میاں
صاحب لکھیتی نے دو رسالے طبع کرا کے مشہور کئے
... قول الطرفین نام مصنفہ مولوی ابوالانوار محمد ...
... ندوہ اور دوسرا رسالہ مجموعہ فتاوی نام جسمین علما
... لطف اللہ صدر ندوہ اور مولوی احمد حسن
... دار الندوہ وغیرہم کے خیالات بھی شامل ہیں۔ کمال
... ندویہ میں سب کلمہ گو برحق ہیں کسیکا رد کرنا جایز نہیں ہے ا
وغیرہ ... مقلدین و نیچریہ وغیرہم کی رد و قدح کو دشمنی اسلام کی
... فقہی میں یہ کارسازی کسطرح جایز ٹھہرائی جاتی ہے مگر
کہا جاتا ہے کہ خود ان دونوں رسالوں سے بہت کچھ نافہمی ان حضرات
مخالفت اکابر محققین حنفیہ کی ظاہر ہے جسکے جواب کی اہل عقل وا...
شدیدہ نہیں ہے مگر چونکہ بہ لاچاری اجابت اذان خطبہ کا جایز ہو
... دعا بین الخطبتین کے ترک کو احتیاط ٹھہرا کر دعا کرنیوالونکی شاذ
... بدعتی وغیرہ تلفظ نہ کرنا اور دعاء مذکور کو قطعاً حرام نہ سمجھنا
... نقل عبارات فقہیہ حنفیہ میں بہت کچھ طول دیا ہے اس سبب سے ان
کو عوام لوگ محققین حنفیہ سے سمجھکر بھر اشتباہ میں پڑنے لگے لہذا اظہار
فاسدہ اور توہمات کاسدہ کا مناسب معلوم ہوا جواب متعلق ر...
قول الطرفین۔ قولہ میں نے مناسب سمجھا کہ اولاً دلایل
خلاصہ مضمون بعد ازاں مانعین کے جو خدشات قابل ورود ہوں او...

اقول اس مقام پر کمال چالاکی صاحب رسالہ کی دیکھنا چاہیے کہ جب مدعیان تحریم کے دعوے کو دلائل قویہ سے ثابت کرنا تو اپنی قوت سے بیرون سمجھا اور براہ نفسانیت تائید اونکی بہرحال ضروری سمجھی پس براہ تغلیط عوام مدعیان تحریم کو مانع قرار دیا اور مدعیان تحریم کے دلائل کے ابطال مین جو متنوع وایرادات کہ رسالہ تنویر العین وغیرہ مین اصلاً و فرعاً و تنزلاً و تبعاً اونپر وارد کئے گئے تھے اونمین کچھ تغیر کرکے اور کچھ اپنی طرف سے اختراع کرکے سبکو بلفظ دلائل مجوزین تعبیر کرکے منع المنع پر آمادہ ہو گیا لیکن بہرحال ہمکو ایسے بیفائدہ نزاع سے غرض نہین ہو اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

قولہ پہلی دلیل کا جواب مستدل نے جو عبارتین بحر الرائق۔ کفایہ۔ عنایہ۔ طحطاوی ردّ المحتار۔ چلپی۔ عمدۃ الرعایہ۔ تعلیق ممجد وغیرہ کی اثبات مدعا کیلیے پیش کی ہین اُنسے ہرگز مستدل کا مدعا ثابت نہین ہوتا الخ **اقول** اصل حال یہ ہو کہ محرمین و مانعین نے جو اُن کتب اور اونکے امثال کے چند اقوال مبہمہ سے بحذف و تصرف استدلال تحریم پر کیا تھا۔ رسالہ تنویر العین مین اونکے رد کے واسطے اُن کتابون سے قول اصح و مختار اُن محققین کا پیش کیا گیا تھا جس سے اصل مدعا یعنے رد و ابطال استدلال محرمین بخوبی ثابت ہو گیا جسکی تصریح اقوال آیندہ مین آتی ہو۔ مگر یہ شخص چالاکی سے مانع کو محرمی قرار دیکر کلام مزخرف کرتا ہو **قولہ** اُن عبارتون سے جو بقول اصح امام اعظمؒ کے نزدیک کلام دینی کی اباحت ثابت ہوتی ہو اوسمین جلسہ خفیفہ مابین الخطبتین کا ذکر نہین ہو الخ **اقول** جب اسقدر اس شخص کو بھی اقرار و تسلیم ہو کہ اُن عبارتون سے بقول اصح امام اعظمؒ کے نزدیک اباحت کلام دینی کی [illegible] اسیقدر سے بطلان دعوی مانعین و محرمین کا عیان ہو گیا یعنے وہ

لوگ باوجودیکہ کوئی قول تصریح تصحیح تحریم دعا بین الخطبتین کا کتب معتمدہ حنفیہ سے نقل
نہین کر سکتے ہین صرف اذا خرج الامام فلا کلام درست سند پکڑتے ہین جب اس
فقرہ مین کلام دنیوی مراد ہوا پس استدلال باطل ہوگیا **قولہ** ان عبارتون مین
فقط اس امر کا بیان ہو کہ قبل شروع خطبہ کے کلام دینی و دنیوی عندالامام مکروہ ہے
چنانچہ طحطاوی و ردالمحتار و عینی و بحرالرائق و عمدۃ الرعایہ وغیرہ مین اسکی تصریح ہے
اقول ان عبارتون سے جب ثابت ہوگیا کہ محل اختلاف ہمارے مذہب مین
کا کلام دنیوی ہو یعنے کلام دنیوی امام ابویوسف کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور بعد
اور بعد خطبہ جایز ہی اور امام محمد کے نزدیک کلام دنیوی قبل شروع خطبہ و بعد خطبہ
نماز جایز ہو بین الخطبتین جایز نہین اور امام اعظم کے نزدیک وقت خروج امام سے تم
تک کلام دنیوی ممنوع ہی باقی تسبیح و تہلیل وغیرہ کلام اخروی محل نزاع ائمہ سے
ہی پس اس سے بطلان دعوی قائلین تحریم کا اور صحیح ہونا قول قائلین جواز کا بخوبی
ظاہر ہوگیا۔ **قولہ** فی الطحطاوی الاصح جواز الاذکار عندہ قبل الشروع
فی الخطبۃ فلا مانع من الاجابۃ الی قولہ و فی عمدۃ الرعایہ واما الکلام فانما یکرہ
منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لا الدینی کالاذکار والتسبیح انتہی دیکھو یہ کیسا
پکار کر کہے دیتی ہین کہ اس مقام مین کلام مابین الخطبتین کا ذکر نہین ہو پس ان عبارتو
کو معرض استدلال مین پیش کرنا محض بے سود ہی باوجود اس صراحت کے مجوزین
کا ان عبارتون کو معرض استدلال مین پیش کرنا سخت حیرت انگیز واقعہ ہو الخ **اقو**
قطع نظر دیگر عبارات سے اس شخص کا عمدۃ الرعایہ سے استدلال کرنا سخت حیرت
واقعہ ہی اگر فہم سے کچھ بھی علاقہ ہوتا تو اوس سے استدلال کرنے مین ضرور شرم دا

ہوتی دیکھو اوسی **عمدۃ الرعایۃ** مین اوسی مقام پر بعد بیان قول اصح امام اعظم صاحب
کے صاف لکھا ہو فلا یکرہ الکلام الدینی فی ھاتین الجلستین لا من الخطیب ولا
من غیرہ الخ یہان سے صاف ظاہر ہو کہ حسب قول وفہم وتحقیق مولوی عبدالحی صاحب
کے اون عبارات سے صرف کلام دنیوی کا قبل شروع خطبہ اور بین الخطبتین اور بعد
خطبہ قبل نماز مکروہ ہونا اور کلام دینی کا جسمین دعا بھی داخل ہو مکروہ نہونا بموجب قول
صحیح امام اعظم کے ثابت ہو اسیواسطے صاف لکھا فلا یکرہ الکلام الدینی فی ھاتین
الجلستین الخ پس یا تو یہ شخص عمدۃ الرعایہ وغیرہ کا مطلب سمجھا نہین یا بعد سمجھنے کے
دیدہ ودانستہ تغلیط جہال پر آمادہ ہوکر اوسکا بھی حوالہ کردیا بہرحال اہل انصاف جانتے
ہین کہ مولوی عبدالحی صاحب فہم وعلم وتحقیق مین ان بیچارہ مولوی ابوالانوار بلکہ ندوہ
کے شرکا وحضار سے بدرجہا ہزاران ہزار فایق وہوشیار تھے پھر صرف ان
کے خیال باطل سے کسطرح اونکو اور دیگر ائمہ فقہا کو نافہم کہا جاسکتا ہو **قولہ**
م یہ کہ ابھی مانعین کو اس امر مین گفتگو کرنا باقی ہو کہ ایا مشایخ نے جو کلام دینی کو
قبل شروع خطبہ کے بقول اصح جایز ٹھہرایا ہو ایا کل کلام دینی مراد ہو یا فقط اجابت اذان
عبارت سے معلوم ہوتا ہو کہ اجابت اذان ہی مین اختلاف ہو الخ **اقول**
خود دلیل اول مین **بحر رائق** سے نقل کرچکا ہو انما یکرہ ما کان کلام الناس
التسبیح ونحوہ فلا الخ اور **کفایہ** سے اما التسبیح واشباھہ فلا الخ اور **طحطاوی**
الاشباہ جواز الاذکار عندہ ام اور اوسی سے لا کلام ای من جنس کلام الناس الخ
مختار سے اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح کما فی البنایہ والعنایۃ الخ
حلبی سے والکلام یرید بہ ما سوی التلاوۃ والتسبیح ونحوھما علی الاصح الخ

اور **تعلیق ممجد** مین الاصح انه لایکره الکلام مطلقا بل الکلام الدنیوی الخ پس
باوجود ان تصریحات کے ہرگز مانعین کو موقع اس گفتگو کا کسی عاقل کے نزدیک نہین
ہوسکتا ہی ہان یہ اور امر ہی کہ محققین کی تصحیح و تحقیق کے مقابلہ مین مانعین تکذیب و تغلیط
سے پیش آئین اور سوائے اپنے سبکو بیعقل ٹھہرائین باقی رہی اجابت پس اوسکو بھی
محققین نے جو جایز فرمایا ہی اوسکی بنا اسی پر ہی کہ جب جواز اذکار کا نزدیک امام اعظم
کے بقول اصح ثابت ہی پس اجابت بھی ایک فرد اذکار کی ہی اوسکا کوئی امر مانع نہین
ہی **طحطاوی** مین ہی لکن سیاتی فی الجمعۃ ان الاصح جواز الاذکار عنده
قبل الشروع فی الخطبۃ فلا مانع من الاجابۃ الخ باقی رہا حوالہ عون کا پس حال
اوسکا یہ ہی کہ بیان بحث مذہب اصح سے ہی نہ دیگر اقوال رطب و یابس سے پس قول
عون کا بمقابلہ تصحیح اہل ترجیح کے ہرگز اس قابل نہین ہی کہ اوسکی بنا پر ان محققین کی تکذیب
کیجاوے علاوہ برین خود جو عبارت برجندی کی نقل کی عن العون ان المراد بالکلام
فی ہذین الوقتین ای بعد الفراغ من الخطبۃ قبل شروع الصلوۃ وقبلها اجابۃ
المؤذن الخ اسقدر نہ سمجھا کہ اگر فقط صرف اذان ہی اس کلام سے مراد ہوتی تو بعد فراغ
خطبہ اذان سے اجابت کی کیا معنی کہ اذان قبل شروع خطبہ ہوتی ہی نہ بعد فراغ خطبہ کے
پس غالبا عون مین بھی ذکر اجابت موذن کا بطور مثال کے ہی نہ بطور حصر کے **قولہ**
اور صحیح بخاری مین جو حضرت معاویہؓ سے حدیث مرفوع مروی ہی **الی قولہ** بس سے زیادہ
کلام کرنا بغیر اشد ضرورت کے ثابت ہونا مشکل ہی **اقول** اطلاق اشد ضرورت کا نہ
اجابت اذان خطبہ پہ صحیح ہوسکتا ہی نہ حضرت معاویہؓ کے کلام پر پس یہ جواب محض بیعقلی ہی۔
اور جب حکم اجابت اذان جمعہ اور مکالمہ حضرت معاویہ کا صحیح ہوا اس سے ظاہر ہوگیا کہ فقرہ

اذا خرج الامام فلا کلام مین عام مراد نہین اور استدلال محرمین مانعین کا اوس سے تمام نہین علاوہ برین عینی کی شرح صحیح بخاری شریف مین متعلق حدیث حضرت معاویہ کے فرمایا ہو وفیہ اباحۃ الکلام قبل الشروع فی الخطبۃ الخ **قولہ** اور بغرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر کلام کرنا مانعین کے نزدیک بھی مسلم ہو الخ **اقول** جب مانعین کے نزدیک اوقات سکوت یعنے قبل شروع خطبہ وبین الخطبتین وبعد خطبہ قبل شروع نماز کا حکم بعینہٖ ہرطرح سے حکم وقت خطبہ کا ہو پس کلام کرنا مقتدیون کا گو بغرض مذکور بھی ہو انکے نزدیک تو حرام ٹھہریگا پس یہ سب خیالات فاسدہ مبنی ہین بے توجہی پر اور وقت خطبہ کے اگرچہ بعض علما کے کلام سے اباحت کلام امر بالمعروف کی ظاہر ہو مگر کتب مستندہ صاحب رسالہ سے خلاف اسکا ثابت ہو بحر رائق مین ہو اما وقت الخطبۃ فالکلام مکروہ تحریما ولو کان امرا بالمعروف او تسبیحا وغیرہ کما صرح بہ فی الخلاصۃ وغیرہا **قولہ** اور ارکان اربعہ مین جو یہ روایت منقول ہو عن شہاب قال قال ثعلبۃ بن مالک انہم کانوا فی زمن عمرؓ یصلون یوم الجمعۃ حتی یخرج عمر فاذا خرج عمر وجلس علی المنبر جلسنا نتحدث فاذا سکت المؤذن فقام عمر خطیبا انصتنا فھذہ الروایۃ تدل علی انہ کان ھذا عادتہم ولم ینکرہ احد ممن کان فی الصلوٰۃ وکان منہم امیر المومنین علیؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ فھذا اقوی مما رواہ ابن ابی شیبۃ الی قولہ اولا یہ روایتین دوسری روایتون کے معارض ہین الخ ملخصاً **اقول** جب ارکان اربعہ مین لکھا ہو فھذا اقوی مما رواہ ابن شیبۃ پھر اطلاق تعارض کا مبنی نافہمی پر ہو کہ معارضہ کیواسطے لااقل مساوات تو ضروری ہو **قولہ** ثانیاً ان روایتون سے اسقدر ثابت ہوسکتا ہو کہ صحابہ بعد خروج امام قبل اذان زمانہ مین حضرت عمرؓ کے

میان ابو الانوار کا اپنے مستندین سے نزاع

میان ابو الانوار کی علم اصول سے ناواقفی

کلام کیا کرتے تھے مگر بعد اذان کے کسی قسم کا کلام کرنا ان روایتوں سے نہیں ثابت ہوتا
تا کہ ما سوا اجابت اذان کے اور کلاموں کی شروعیت ماخوذ ہو الخ **اقول** ظاہراً
صاحب رسالہ نے تنویر العین کو باوجود دیکھنے کے سمجھا نہیں ورنہ ایسا دعوی نہ کرتا
تنویر العین مین حضرت عثمانؓ کے حال مین لکھا ہی ثم لا یکبر حتی یاتیہ رجال
قد وکلہم بتسویۃ الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت فیکبر الخ صاحب رسالہ بیان
کرے کہ مکالمہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم سے ہوتا تھا قبل اذان تھا یا
بعد اذان کے **قولہ** اور ظاہر ہی کہ ما بین الاذان والخطبۃ کلام دنیاوی کی شروعیت
باتفاق فریقین غیر مسلم ہو **اقول** حضرت امام محمد و امام ابو یوسف کے نزدیک تخریج
اصح پر جب قبل شروع خطبہ کلام دنیوی جو جایز ہی او سمین قید قبل اذان و بعد اذان کی نہیں ہی
بلکہ مدار وجوب انصات کا اونکے نزدیک شروع خطبہ و استماع خطبہ پر ہو پس ادعا اتفاق کا
صحیح نہیں ہی **قولہ** ثالثاً ہمکو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ خلفاء راشدین یا دیگر صحابہ
رضی اللہ عنہم مسجدون کی کسقدر عظمت کرتے تھے الی **قولہ** حاشا وکلا عقل سلیم
اسکو ہرگز نہیں تسلیم کرتی اھ **اقول** اگر ارکان اربعہ کی عبارت کا مطلب سمجھتے تو ایسا
بیہودہ کلام ہرگز نہ کرتے دیکھو **ارکان اربعہ** مین ہو وقال لا یحرم الکلام وبہ قال
الشافعی لما عن ابن شہاب اھ پس کیا امام محمد و امام ابو یوسف و امام شافعی سے
لیکر بحر العلوم تک سبکی عقل فاسد تھی جو اس روایت سے استدلال فرمایا اور اوسکو قوی
ٹھہرایا صرف ندویہ کی عقل سلیم ہی جو خواہ مخواہ سلف پر خود بھی تبرا کرتے ہین اور جہال
کو بھی آمادہ کرتے ہین ہان یہ بات علاوہ ہی کہ بعض ائمہ دین ایک روایت کو ترجیح دین اور
بعض ائمہ دین دوسری خلاف کو ترجیح دین کہ یہ تو اختلاف رحمت ہے مگر عبرت یہ ہے کہ

مولویان ندوہ اپنے علم وعقل کے زعم پر خواہ مخواہ اکابرین کو بیعقل ٹھہراتے ہین انا للہ
وانا الیہ راجعون یہ بھی واضح ہو کہ مسجد مین واسطے نماز کے حاضر ہو کر پھر کلام جایز دنیوی
(بشرطیکہ خلاف شرع نہو) برادران اسلام سے کرنا ہرگز مخالف عظمت مسجد کے نہین ہو اور
مباح ہو بلکہ بہ نیت خیر وخلق کلام دنیوی مشروع جو محبت اسلامی سے ہو وہ بھی مستحب ومسنون ہے
اور آثار سے ثابت ہو **قولہ** الحاصل غیر ضروریات کو ضروریات پر قیاس کرنا زیبا نہین لہ
اقول صاحب رسالہ کو ضروریات وغیر ضروریات کے معنے معلوم نہین پھر بھی اکابر
اسلام پر طعن کرنیکو موجود ہو **قولہ** مؤلف کہتا ہو اگر فطانت سے کام لیا جاوے اور عبارت
فقہ وحدیث مین خوب غور کیا جاوے تو یہ امر بخوبی واضح ہو سکتا ہو کہ کلام دینی کے جواز کو اجابت
اذان پر محمول کرنیسے عبارت حدیث اور فقہ مین بخوبی مطابقت ہو جاتی ہو الی **قولہ** تجابہ کلام
کلام دینی میرے نزدیک حیز خفا مین ہو الخ ملخصاً **اقول** یہ بات دوسری ہو کہ یہ شخص صرف
اپنے کو فطین سمجھتا ہو اور فقہاء سابقین سے لیکر مولوی عبد الحی تک صدہا اکابر محققین کو
معاذ اللہ جاہل وبے دین ٹھہراتا ہو مگر جس شخص کو دیانت دینیہ وفطانت یقینیہ حاصل ہو
اونکی تصریحات تعمیمات کو صرف ایک فرد خاص جزئی پر ہرگز حمل نہین کر سکتا ہو علاوہ برین
احادیث کی تطبیق کا دعوی تو بطور اجتہاد کے یہ لوگ جو مدعیان اجتہاد اور طاعنان محققان
امجاد مین اگر کرتے مین تو انکو کوئی روک نہین سکتا مگر تطبیق روایات فقہیہ کی کسطرح ہو سکتی
ہو کہ جب تصحیح وترجیح محققین کو باطل ٹھہرا کر محل جواز وعدم جواز اجابت اذان پر رکھتا ہو اور
عدم جواز مذہب امام اعظم کا ٹھہراتا ہو اور اوسکو راجح بتاتا ہو پھر جواز اجابت سے مطابقت
اذا خرج الامام فلا کلام کے ساتھ کیونکر بموجب مذہب امام اعظم کے اس تقدیر پر متصور
ہو **قولہ** مجوزین نے جتنی عبارتین اس دلیل مین پیش کین وہ عبارتین شارحین

یا اہل حواشی کی ہین اب ہم اہل متون اور بعض شراح فقہ و حدیث و بعض فتاوی کی
عبارتین پیش کرتے ہین **اقول** اگر تنویر العین مین دعوی اجماع جمیع متون و
شروح و فتاوی کا کیا ہوتا تو البتہ اوس دعوے کے رد کیواسطے یہ عبارتین پیش کرنا مفید ہوتا
حالانکہ تنویر العین سے خود اختلاف تخریج ثابت ہو البتہ محققین کی تحقیق مطابق تصحیح و
ترجیح روایت جواز کلام دینی کے نقل کیگئی ہو پس اسکے رد کیواسطے ضرور ایسی عبارتین
پیش کرنا لازم تھا جنمین تصریح ہوتی کہ وہ تصحیح محققان سابق باطل و لغو مردود ہو اور
بغیر اسکے اونمیں بیس نہین بلکہ اونمیں بیس ہزار بھی اقوال مبہمہ مجملہ سے کام نہین نکل
سکتا ہو نہ ایک دو ایسی روایت سے جنمین مخالف مذہب اصح کا نقل کر دیا ہو بغیر تصحیح و
ترجیح کے پھر نقل اقوال مین بھی خیانت پر عمل فرمایا گیا چنانچہ لکھتے ہین اور حاشیہ حلبی
مین ہو وقال بعضہم کل کلام الخ حالانکہ **حلبی** مین اسطرح ہو قولہ والکلام یرید بہ
ماسوی التلاوۃ والتسبیح ونحوہما علی الاصح وقال بعضہم کل کلام الخ **قولہ**
مراقی الفلاح مین ہو اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الخ **اقول علامہ طحطاوی**
نے **حاشیہ مراقی الفلاح** مین فرمایا ہو وفی البحر عن العنایۃ والنہایۃ اختلف المشایخ
علی قول الامام فی الکلام قبل الخطبۃ فقیل انما یکرہ ما کان من جنس کلام الناس اما
التسبیح ونحوہ فلا وقیل ذلک یکرہ والاول اصح ومن ثم قال فی البرہان وخروجہ قاطع
للکلام ای کلام الناس عند الامام معللا بہذا انہ لا خلاف بینہم فی جواز غیر الدنیوی
علی الاصح ویحمل الکلام الوارد فی الآثار علی الدنیوی الخ **قولہ** اب یہ امر قابل غور ہو
کہ جب امام والاشان سے روایتین مختلف ہوئین تو قاعدہ ترجیح کا کیا ہو دو وجہون سے
معلوم ہوتا ہو کہ اس مقام مین مانعین کے قول کو ترجیح ہوگی وجہ اول قال ابن النجیم

المصری فی بحر الرایق اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی الخ
اقول اولًا لازم تھا کہ اس مسئلہ مین اختلاف تصحیح وفتوے کا ثابت کرنا پھر فقرہ
اذا اختلف التصحیح والفتوی سے سند پکڑنا حالانکہ یہ شہادت ائمہ مشہورین معتمدین
کے یہان تصحیح قول جواز کی ثابت ہے نہ قول عدم جواز کی اور اگر یہ خیال ہو کہ مجرد ذکر ایک
قول کا چند متون مروجہ مین مستلزم تصحیح وفتوی اوس قول کا ہو پس وہی ہر طرح راجح وواجب
العمل ہو گو دوسرے قول کی تصحیح صریحی دیگر محققین نے فرمادی ہو مگر اونکا اتباع حرام
ہو پس یہ خیال خلاف تحقیق وتصحیح جماہیر محققین مشہورین کی ہو **علامہ شامی** لکھتے
ہین صرحوا ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی
الفتاوی لکن هذا عند التصریح بتصحیح کل من القولین او عدم التصحیح اصلا
اما لو ذکرت مسئلۃ فی المتن ولم یصرحوا بتصحیحها بل بتصحیح مقابلها فقد افاد
العلامۃ قاسم ترجیح الثانی لانہ تصحیح صریحی وما فی المتون تصحیح التزامی والتصحیح
الصریح مقدم علی التصحیح الالتزامی الخ بالجملہ یہ خیال اس شخص کا ایسا ہی جیسا کہ عوام
اہل افغانستان کہا کرتے ہین کہ رفع سبابہ کا جواز تو بعض شروح وفتاوی مین مذکور ہو مگر متون
کے مخالف ہے پھر بہت شروح وفتاوی مین بھی کراہت وحرمت اشارہ کو ہو الصحیح وہو المختار
ویفتی بہ لکھا ہو اور جب امر دائر ہو درمیان جواز واباحت وکراہت وحرمت کے پس ترجیح کراہت
وحرمت کو ہی علاوہ برین جب حضرت امام ربانی نے قول تحریم وممانعت کو ترجیح کردی پس اختلاف
مرتفع ہو گیا کہ انکی تحقیق پر اجماع لاحقین کا ہو پس اشارہ رفع سبابہ تشہد مین حرام ہو غرضکہ ایسے
استدلات اہل انصاف وتحقیق کے نزدیک از قسم خرافات ہین مولوی عبدالحی کی عمدۃ الرعایۃ
مین متعلق قول قد اشتہر ان المتون موضوعۃ لنقل اصل المذہب کے لکھا ہو هذا الحکم

غالبی لا کلی فانہ کثیرا ما یذکر ارباب المتون مسالہ ھی من تخریجات المشائخ مخالفۃ لمسلک الائمۃ المتبوعین الخ اور متعلق قول ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح کے لکھا ہو لکن ھذا اذا لم یوجد التصحیح الصریح فی الطبقۃ الخزانیہ الخ اور آخر مین نقل کیا ہے فعلینا اتباع ما صرحوا بتصحیحہ اہ **قولہ** وجہ دوم یہ ہو کہ درایۃ بھی امام والا شان کا قول بہت قوی ہو کیونکہ حدیث نبوی اور آثار صحابہ سے مدلل ہو الخ **اقول** تحقیق روایت مین تو آپکے قول کا مخالف تصحیح محققین ہونا معلوم ہو لیا درایت کا حال بھی یہ ہو کہ احادیث نبویہ و آثار صحابہ کا بھی یہی مقتضا ہو کہ موافق قول اصح امام اعظم کے فقرہ اذا خرج الامام فلا کلام مین کلام دنیوی مراد لیا جاوے **قولہ** اسی سبب سے زیلعی نے کہا ہو الاحوط الانصات اہ **اقول** گو بعض کتب کی نقل مبہم سے اشتباہ ہوتا ہو مگر بعد مطالعہ اصل زیلعی کے ثابت ہو کہ زیلعی نے ہرگز نہین فرمایا ہو کہ تصحیح فخر الاسلام و شیخ الاسلام وغیرہ کے خلاف احوط ہو تاکہ اوسکو مسئلہ مبحوثہ سے علاقہ ہوتا بلکہ زیلعی نے جس مسئلہ مین حکم احوط کا فرمایا ہو وہ ماتحن فیہ سے خارج ہو یعنی وقت نفس خطبہ کے جو شخص دور امام سے ہو کہ آواز خطبہ کی نہ سنتا ہو اوسکے سکوت مین اختلاف ہو زیلعی کہتے ہین کہ سکوت احوط ہو چنانچہ عبارت **زیلعی** کی یہ ہو والنائی عن المنبر لا یتکلم بکلام الناس ولا باس بان یسبح ویھلل ویقرأ القرآن فی روایۃ والاحوط الانصات انتہی پس اسکو وقت سکوت امام سے خطبہ مین کچھ علاقہ نہین علاوہ برین زیلعی کے مسئلہ مبحوثہ مین بھی دیگر اکابر جو زیلعی سے افضل ہین دوسرے قول کو ترجیح دے چکے ہین پس ارجح ہونا بھی اجماعی نہین ہو **فتاوی قاضیخان** مین ہو اجمعوا علی ان من لا یسمع الخطبۃ لا یتکلم بکلام الناس اما قرأۃ القرآن والتسبیح والذکر قال بعضھم الاشتغال بقرأۃ القرآن وبذکر

علاوہ زیلعی کے بعض اور فقہا نے بھی وقت خطبہ کے نفس تسبیح و قرآن کو مکروہ لکھا ہے الاول اولیٰ

اللہ تعالیٰ افضل من الانصات وقال بعضہم الانصات افضل اور خطبہ مین **قاضی خان** فرما چکے ہین وقدمت ماھو الاظھر وافتیت بما ھو الاشھر اجابۃ للطالبین الخ

قولہ صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے اگرچہ جواز دعا کی تصریح کی ہو مگر یہ اونکی رائے ہو جو کئی وجہ سے قابل جرح ہو الخ **اقول** جب اکابر فقہا محققین سابقین کی تصحیح و ترجیح اسکے نزدیک قابل جرح ہو پس کلام صاحب مفتاح الصلوٰۃ کو کہ اوسپر مبنی ہو قابل جرح کہنے کا اس بے باک سے کیا تعجب ہے **قولہ** اولاً تو خود اوس کتاب کے محشی مولوی ہادی علی صاحب مرحوم نے اوسکی تردید کردی ہو الخ **اقول** جب اوس شخص کو حوصلہ تردید کا تصحیح امام **فخر الاسلام** وغیرہ ائمہ اعلام کا حاصل ہو پھر منشی ہادی علی ملازم و خوشنویس مطبع کی تردید ضرور قابل ذکر ہو گو منشی صاحب کا مقابلہ صاحب مفتاح سے (جسکا تبحر فقہ و حدیث و کلام و تصوف مین اہل انصاف کے نزدیک بخوبی ظاہر ہو) اہل عقل کے نزدیک محض مضحکہ ہو ہمارے نزدیک تو بہت اہل **ندوہ** بھی منشی صاحب مرحوم سے فائق ہین پھر اونکے ذکر کی کیا حاجت ہو اہل **ندوہ** کا حوالہ کافی ہو **قولہ** ثانیاً صاحب مفتاح کا یہ لکھنا منظور فیہ ہو اسلئے کہ قبل شروع خطبہ کے جو کلام دینی عند الامام بعض فقہا نے جایز ثابت کیا ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ ایک روایت جواز کی امام والا شان سے موجود ہو اور جلسہ ما بین الخطبتین مین کوئی روایت موجود نہین پھر اولویت کی کیا وجہ ہو الخ **اقول** جب فقہا محققین نے کلام اختلافی کو محمول کلام دنیوی پر کیا ہو کہ کلام دنیوی امام صاحب کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور بین الخطبتین اور بعد الخطبہ قبل الصلوٰۃ ناجایز ہو اور امام محمد کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور بعد الخطبہ جایز ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک بین الخطبتین بھی جایز ہو اور کلام دینی اخروی مثل تسبیح و تہلیل کے بقول

بیان انوار المقال کی نوین جہالت

بیان انوار المقال کی دسوین جہالت

اصح اس اختلاف سے علیحدہ ہی کہ وہ سب کے نزدیک جایز ہی پس اولویت کی وجہ یہ ہی کہ جب
باوجودیکہ اذان وخطبہ مین موالات بلا فصل چاہیے پھر بھی جب بقول اصح کلام اخروی
تسبیح وتہلیل وغیرہ جایز ہوا تو دونون خطبون کے درمیان مین کہ فصل ضروری ہی
اور بموجب ظاہر روایت کے مقدار تین آیت کے چاہیے اور وقت خطبہ کا بھی نہین ہی
پس اوسمین جواز کی دعا کی اولویت ضروری ہی ہان اگر اوس تصحیح وترجیح محققین کو باطل
کیا جاوے تو امر آخر ہی **قولہ** کل کتابین فقہ کی کیا متون اور کیا شروح اس امر پر
متفق ہین کہ بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام عند الطرفین ممنوع ہی **اقول** یہ دعوی
کرنا کہ کل کتب متون وشروح متفق ہین اس امر پر کہ بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام عند
الطرفین ممنوع ہی یہ تو بہت بڑا دعوی ہی کاش تین چار متون سے یہ جزئیہ صراحۃً نقل
کرتا کہ اس جلسہ مین کلام دینی ہو یا دنیوی مطلقاً ہر طرح عند الطرفین ممنوع تو گنجایش
اس کلام کی ہوتی گو بمقابلہ تصحیح فخر الاسلام وغیرہ کے راجح نہوتا اور بغیر اسکے یہ ادعا محض
کذب وافترا ہی باقی کسی لفظ مجمل ومبہم خلاف مذہب اصح پر اسکی بنا کرنا پس حال اوسکا
اہل انصاف پر بخوبی ظاہر ہی محققین نے تصریح فرمادی ہی کہ بہت جگہ ظاہر مین کلام فقہاء
کا مطلق ہوتا ہی اور مراد اوس سے مقید ہوتا ہی اور یہ بھی فرمادیا ہی کہ جب بعض ائمہ نے
کوئی قید صراحۃً ذکر فرمادی ہو اور اوسکا معارض مصرح نہو تو وہ قید ضرور معتبر ہوگی اور کلام
مطلق کو مقید سمجھا جاویگا **ردالمحتار** مین ہی اذا صرح بہا بعض الائمۃ بقید لم یرد
عن غیرہ تصریح بخلافہ یجب ان یعتبر الخ **امام نابلسی** نے **ایضاح** مین صاحب
تحریر سے نقل کیا ہی اطلاق الفقہاء فی الغالب مقید بقیود یعرفہا صاحب الفہم المستقیم
الممارس للاصول والفروع وانما یسکتون عنہا اعتمادا علی صحۃ فہم الحاذق الخ

قولہ اہل تحقیق خوب جانتے ہین کہ بعض معتبر کتابونمین مصنفین سے بعض مسائل ایسے درج ہوجاتے ہین جو عند التحقیق غیر معتبر اور غیر مفتی بہ ہوتے ہین الیٰ **قولہ** سنن ابن ماجہ کیسی معتبر کتاب ہے کہ صحاح مین معدود ہی مگر بعض روایات موضوع اسمین بھی درج ہوگئے ہین بلکہ بخاری شریف جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مسلم ہی اوسمین بھی بعض محدثین نے بعض حدیث کو ضعیف بتایا ہی الخ **اقول** مفتاح الصلوٰۃ سے لیکر صحیح بخاری تک کا حال لکھا جو آپنے اپنا محقق ہونا ظاہر فرمانیکے واسطے یہ بلند پروازی کی ہی محض تطویل لاطائل ہی فی الواقع نہ صاحب مفتاح الصلوٰۃ کیسیکے نزدیک معصوم نہ امام بخاری وغیرہ معصوم ہین کلام اسمین ہی کہ صرف اپنے خیالات سے ایسے نقل جماہیر محققین کے مسایل محققہ کاملین سابقین کو غیر معتبر اور غیر مفتی بہ قرار دینا یا روایات مصححہ اصحاب صحاح کو موضوع و ضعیف قرار دینا بوالہوسی ہی جیساکہ آپ لوگون کا وتیرہ و طریقہ ہی اور پھر بمقتضاء انکہ ع اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبے بر آورند غلامان او درخت از بیخ بہ نیم بیضہ چون سلطان ستم روا دارد۔ آپ صاحبون کے اسقدر بیان سے آپکے مقلدین تو تجہیل و تحقیر بلکہ تضلیل و تکفیر پر آمادہ ہوجاتے ہین یہ محض گمراہی ہی **قولہ** جناب مولانا عبدالحی صاحب مرحوم مغفور نے جو عمدۃ الرعایۃ مین لکھا ہی فلا یکرہ الکلام الدینی فی ھاتین الجلستین لا من الخطیب ولا من غیرہ اھ وہ بھی مجوزین کیلئے چندان مفید نہین الخ **اقول** مجوزین کیلئے مفید ہو یا نہین مگر یہ تو فرمائیے کہ آپکے لئے آپکے جناب مولانا صاحب مرحوم کا یہ ارشاد و تحقیق مضر ہی یا نہین اور جسطرح دیگر فقہاء کرام سابقین اور اونکے تبعین صاحب مفتاح وغیرہ کو آپ حضرات اپنے غرور تبحر و تدقیق و تحقیق مین بگستاخی یاد کرتے ہین آپکے جناب مولانا صاحب بھی اوسکے مستحق ہین یا نہین ہان یہ دوسرا امر ہی الحب یعمی و یصم وکذا

البغض **قوله** اس عبارت سے سُنّیت یا اولویت دعا مستفاد نہین ہوتی الخ **اقول** باعتبار محاورات بہت علما کے اسپر اطلاق سنت کا کرنا ایسا امر نہین ہو جسپر وہابیہ ندوہ اپنے احکام باطلہ جاری کرسکین دیکھو **علامہ طحطاوی** نے مصافحہ بعد نماز کو سنت فرمایا ہو باب العیدین مین ہو وتستحب المصافحۃ بل ھی سنۃ عقب الصلٰوۃ کلھا وعند کل لقاء الخ بالجملہ اختلاف اصطلاحات کا موجب طعن نہین ہوسکتا ہی **مجمع البحار** مین ہو السنۃ فی الاصل الطریقۃ والسیرۃ وفی الشرع یراد بہا ما امر بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ وندب الیہ قولا وفعلا مما لم ینطق بہ الکتاب العزیز وقد یراد بہا المستحب سواء دل علیہا کتاب او سنۃ او اجماع او قیاس وقد یراد بہا ما واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما لیس بواجب فھی ثلاث اصطلاحات الخ **قوله** مولانا مرحوم کا دوسرا فتویٰ جو تیسری جلد مین موجود ہو مضمون سابق کے مخالف ہو الخ **اقول** قطع نظر اس سے کہ فتاویٰ جو بعد انتقال مولانا مرحوم کے چھاپے گئے ہین دیگر علما نے تو جو کچھ اُنکی نسبت فرمایا ہو اوسکے ذکر کی تو یہان کچھ حاجت نہین مگر مخلصین ومعتقدین مولانا نے جو کچھ فرمایا ہو اوسکا ایک شمہ رسالہ تعزیر المفتری جو لکھنؤ مین طبع ہوا ہو دیکھلے پس پیش کرنا فتاویٰ کا واسطے مردود کرنے عمدۃ الرعایہ وغیرہ کے محض سفاہت وبیعقلی ہو **قوله** یہ بھی یاد رہے کہ دعا بین الخطبتین کو خلاف اولی کہنا حسب قاعدہ مسلمہ مولانا مرحوم کے اوسی وقت تک صحیح ہوسکتا ہی کہ مجوزین اوس دعا کو ضروری نہ سمجھتے ہون اور تارکین اور مانعین کو ملام اور مطعون نہ بناتے ہون الخ **اقول** ہر ایک امر مشروع وجایز کو جو واجب وسنت نہین ہو فی الواقع باعتبار اصل کے بلا دلیل اوسکو ضروری سمجھنا اور تارکین کو ملام ومطعون بنانا نہ چاہیئے لیکن اکابر دین کی تحقیق سے ثابت ہے کہ جب کوئی امر

خاص کسی وقت مین کسی مقام پر شعائر اہلسنت سے ہو جاتا ہی تو البتہ اُسکے تارک کو بہت
بزرگان دین نے ملام و مطعون بنایا ہی حضرت شیخ مجدد صاحب مکتوب نکوہش ایک
خطیب مین جسنے عید قربانی کے خطبہ مین ذکر خلفاء راشدین کا نہین پڑھا تھا (فرماتے مین)

باعث تصدیع خدام ذوی الاحترام سادات عظام و موالی کرام بلدۂ سامانہ آنکہ
شنیدہ شد کہ خطیب آنمقام در عید خطبہ قربانی ذکر خلفاء راشدین و اسامی متبرکہ ایشان
نخواندہ و نیز شنیدہ شد کہ اکابر و اہالی آنمقام درین باب مساہلہ ورزیدند و بہ شدت و
غلظت بآن خطیب بے انصاف پیش نیامدند وای نہ یکبار بلکہ صد بار وای ذکر خلفاء
راشدین اگرچہ از شرایط خطبہ نیست ولیکن از شعائر اہلسنت ہست کہ ترک نکند از ابعمد و تمرد
مگر کسیکہ دلش مریض و باطنش خبیث ہست و اگر فرض کنیم کہ بہ تعصب و عناد ترک نکردہ باشد
وعید من تشبہ بقوم فهو منهم را چہ جواب خواہد گفت و از مظان تہمت کہ اتقوا
من مواضع التهم چگونہ خلاص خواہد گشت اور رسالہ **در منظم** مؤلفہ مولوی عبد الحق
صاحب مہاجر مکی مین جسپر تقریظات و تصحیحات شاہ امداد اللہ صاحب و مولوی رحمت اللہ
صاحب وغیرہما کی بھی موجود ہین شاہ سلامت اللہ صاحب سے نقل کرتے ہین اگر کسی
از حضار مجلس منیف میلاد شریف تخلف ازین قیام سازد البتہ مورد ملام و ہدف
سہام ہر خاص و عام باشد کہ تخلف و انحراف بلا ارتیاب بظاہر شرع دلیل اعراض و اغماض
از تعظیم و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہست اہ بالجملہ جسوقت مین جس جگہہ جو امر مشروع
کہ شعار اہلسنت سے ہو جاوے اور ترک اوسکا شعار مبتدعین سے ہو جاوے البتہ ترک
اوسکا وہان قابل ملامت و طعن کے ہوگا جیسا دعا بین الخطبتین کہ تمام بلاد اسلامیہ
مین معمول بہ ہی **قولہ** تیسری دلیل کا جواب یہ دلیل بھی مجوزین کیلئے مفید نہین

اوّلاً

اولاً اسلئے کہ قاضی ابو یوسف کے نزدیک اگرچہ بوقت جلسہ خفیفہ کلام دینی مکروہ نہیں ہے الخ
اقول قطع نظر اس سے کہ بقول اصح اختلاف ابو یوسف اور طرفین کا کلام دنیوی
مین ہے نہ دینی مین بہرحال جب مشروعیت دعا کی بقول ابو یوسف اسکو تسلیم ہے پس
مقصد ہمارا بخوبی ظاہر ہوگیا باقی حال نزاع اطلاق سنیت کا سابقاً لکھا گیا **قولہ**
ثانیاً اگرچہ امام ابو یوسف کے نزدیک کلام دینی مکروہ نہیں ہے مگر طرفین کے نزدیک
بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام مکروہ ہے اھ **اقول** جب اختلاف امام ابو یوسف اور
طرفین کا بقول اصح کلام دنیوی مین ہے پس یہ ادعا اس شخص کا خلاف قول اصح
ہے **قولہ** حاشیہ چلپی مین ہے والاصل فی کراهة الکلام فیما بین الخطبتین
وبین الخطبة والصلوة ان الخطبة قائمة مقام الشفع من الظهر حکما فکان
ما بین الخطبتین کما بین الرکعتین وما بین الخطبة والصلوة کما بین الشفعتین
فلو کان حقیقة لکان الکلام حراماً ومفسداً فاذا کان حکماً کره الخ **اقول**
اولاً خود حاشیہ چلپی سے ثابت کہ اختلاف ابو یوسف و طرفین کا کلام دنیاوی مین
ہے نہ تسبیح وتہلیل واذکار الہیہ مین اور یہی قول اصح ہے پس اسکو ذکر نہ کرنا از قسم
خیانت ہے کما مر سابقاً وثانیاً قطع نظر اوس سے کہا جاتا ہے کہ بر تقدیر یکہ ما بین الخطبتین
حکماً مانند ما بین الرکعتین کے ہے تو بھی اذکار الہیہ کا ما بین الخطبتین حرام ہونا ثابت
نہین ہوسکتا ہے ہر شخص جانتا ہے کہ اذکار الہیہ ہرگز مصداق لکان الکلام حراماً
ومفسداً کے نہین ہے وثالثاً اس عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ خطبہ جمیع احکام
مین بھی من کل الوجوہ مانند دو رکعت نماز کے ہے خلاف تحقیق وتصریح محققین کے
کے ہے **کبیری شرح** منیہ مین ہے لا یقال الخطبة قائمة مقام الرکعتین فیشترط

لها ما شرط لها الا انا نقول لا نسلم و الا لما ابيح الاستدبار فيها و يقطعها الكلام العمد الخ
درمختار میں ہے وهل هي قائمة مقام الركعتين الاصح لا الخ ردمحتار میں ہے
قوله الاصح لا و لذا لا يشترط لها سائر شروط الصلوٰة اھ مراقی الفلاح
میں ہے و منها اي من الشرائط الطهارة حال الخطبة لانها ليست صلوٰة و لا
كشطرها و تاويل الاثر انها في حكم الثواب كشطر الصلوٰة هو الصحيح الخ قوله
جب ائمہ ثلثہ میں اختلاف واقع ہو تو قاعدۂ افتا اور ترجیح کا کیا ہے سنئے ہم بتلائے دیتے
ہیں فتاوی سراجیہ میں ہے الی قوله پھر کیونکر کوئی امام ابو یوسف کے قول پر فتوی
دے سکتا ہے مقلد ہو کر خلاف اصول کے عمل کرنا باوجود اسکے حنفیت کا دعوی کرنا کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے اھ اقول باوجود دیکھنے رسالہ تنویر العینین کے پھر یہ خرافات بکنا محض
بطالت ہے تنویر العینین میں بطور تنزل کے لکھا ہے امام ابو یوسف کے قول سے بین الخطبتین
اور محمد کے قول سے قبل الخطبہ اور بعد الخطبہ کلام اخروی مسلم ہے پس چونکہ اقوال مشہورہ
مختارہ حضرت امام ابو یوسف وغیرہ کے بھی داخل مذہب حنفی ہیں پس جن علماء حنفیہ کا
تعامل بلاد اسلامیہ میں امام ابو یوسف کے قول پر ہو انکو خارج از مذہب حنفی کہنا باطل
محض ہے چہ جائیکہ حکم گمراہ ہونیکا لگایا جائے الخ پھر شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل
کیا ہے جمہور حنفیہ میگویند کہ امام اعظم مذہب خود را در میان اصحاب خود شوری گذاشتہ اند
و گفتہ اند کہ مذہب ہمہ اینہا مذہب من است ہر کہ از مقلد آن من شود تقلید اینہا نماید اھ
اگر صاحب رسالہ کو حوصلہ تھا تو اسکا جواب لکھتا اور شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تحقیقات کو مردود
کرنا لازم تھا بہر حال جب شاہ عبد العزیز صاحب کی تحقیق اسکے نزدیک مردود ہے تو ہم اسکے دیگر
مستندین سے تسکین کرتے ہیں ردالمحتار میں ہے وفي الحاوي القدسي و اذا اخذ بقول واحد

صاحبین کے اقوال بھی درحقیقت امام صاحب کے اقوال ہیں دیکھو رد المحتار وغیرہ

منهم لعلمهم قطعا انه يكون آخذاً بقول ابيحنيفة تفادرو ي عن جميع اصحابنا الكبار
انهم قالوا ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن ابيحنيفة واقسموا عليه ايمانا غلاظا
فلم يتحقق في الفقه جواب ولا مذهب الا له كيفما كان وما نسب الى غيره الا بطريق
المجاز للموافقة اه باقی سراجیه وغیره سے جو نقل کیا اوس سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ
عمل کرنیوالا قول امام ابو یوسف پر حنفیت سے خارج ہو اتفاقاً اور اوسپر اطلاق حنفیت کا صحیح
نہین ہو اجماعاً بلکہ اوس سے تو خود طریق افتا کا بھی اختلاف ثابت ہے رد المختار مین ہو
قال الحلبي والذي يظهر في التوفيق اي ما بين في الحاوي وما في السراجية ان
ان من كان له قوة ادراك لقوة المدرك يفتي بالقول القوي المدرك والا فالترتيب
اقول يدل عليه قول السراجية والاول اصح اذا لم يكن المفتي مجتهدا فهو صريح في
ان المجتهد يعني من كان اهلا للنظر في الدليل يتبع من الاقوال ما كان اقوى
دليلا والا اتبع الترتيب السابق ومن هذا تراهم قد يرجحون قول بعض اصحابه
على قوله فتبع ما رجحوه لانهم اهل النظر في الدليل الخ علاوہ برین یہہ قاعدہ ہمارے
اور آپکے واسطے نہین ہو ہمارے اور آپکے واسطے تو آپ ہی کتب معتمدہ مین تصریح فرمائی
ہو اما علينا فاتباع ما صححوه ورجحوه اه پس جب تصحیح صحیح مرجحین موجود ہو کہ کلام دینی
مثل تسبیح وتہلیل کے ائمہ ثلثہ کے نزدیک بقول اصح جایز ہو پھر اس سب بحث کی تحقیق کی
یہان کچھ حاجت نہین یہ تو بطور تنزل کے پیش کیا گیا ہو **قوله** نووی شارح مسلم
اور بعض محدثین نے اگرچہ صحیح مسلم کی روایت کو اصح لکھا ہو مگر بہت محدثین کو اسمین
کلام ہو الخ **اقول** رسالہ تنویر العینین مین کب اسپر دعوی اجماع کا کیا ہو اور دوسرے
اوقات کا محل اجابت ہونا کب باطل کیا ہو جسکے رد کیواسطے یہ تطویل لاطائل کیگئی ہو

قولہ مستحب ہے پس اسمین بھی دعا مظنہ محل اجابت ہے یہی مقصود اسیقدر ہے کہ

جب اوقات اجابت میں روایتین مختلف وارد ہین **الی قولہ** حنفیت کا مدعی ہوکر

کوئی کسطرح حکم کرسکتا ہے کہ یقیناً قول عامہ مشائخ کا غیر معتبر الخ **اقول** رسالۂ تنویر العین

مین کب دعوی کیا تھا کہ ساعتِ اجابت قطعاً منحصر بین الخطبتین ہے اور قول بعد العصر

وغیرہ یقیناً باطل و غیر معتبر ہے جسکے واسطے یہ شخص کلام لاطائل پیش کرتا ہے تنویر العین سے

تو خود اختلاف بخوبی ثابت ہے اور اس شخص نے جو درِّ مختار سے خود نقل کیا وقیل

وقت العصر الخ اسمین بڑی بے دیانتی پر عمل کیا درّ مختار مین روایت ما بین جلوس الامام

الی تمام الصلوٰۃ کو نقل کر کے فرمایا ہے وھو الصحیح وقیل وقت العصر الخ پس صاحب

درمختار کے نزدیک جو قول صحیح تھا دیدہ و دانستہ اوسکو ترک کر کے جو قول بلفظ قیل

مقابلہ صحیح کے لکھا تھا اوسکی نقل پر کفایت کرنا دھوکہ بازی ہے اور محققین نے سب شرایف اوقات

مین دعا کو مسنون و مستحب فرمایا ہے اور اوسمین بین الخطبتین کو بھی داخل کیا ہے اور یہ

داخل کرنا ہرگز منافی حنفیت کی نہین ہے **عین العلم** مین ہے وحقہ ان یتوصل

شرایف الاوقات الخ پھر اوسمین جلسہ خطبہ کو بھی داخل فرمایا ہے حاشیہ **شامی** مین ہے و

نقل عن الزرقانی ان ھذین القولین مصححان من اثنین واربعین قولا فیھا وانھا

دائرۃ بین ھذین الوقتین فینبغی الدعاء فیھما الخ امام ابن مالک کہ اکابر حنفیہ سے

ہین **مبارق شرح مشارق** مین متعلق حدیث صحیح مسلم ہو ما بین ان یجلس الامام

کے فرماتے ہین المراد بہ جلوس الخطیب بین الخطبتین ویجوز ان یراد جلوسہ

حین صعد المنبر الخ اور اوسیکے آخر مین فرماتے ہین اختلف فی تلک الساعۃ فقیل

فی آخر ساعۃ من یوم الجمعۃ وقیل فی من طلوع الفجر الی طلوع الشمس قال القاضی

مقصود ... وقت ... بین الخطبتین ہے [illegible]

ورد فی کل ھذا آثار لکن الصحیح ما ذکر فی الحدیث الخ **علامہ طاہر حنفی تکملہ مجمع البحار**
مین فرماتے ہین الساعۃ المرجوۃ ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ
ان یجلس ما بین الخطبتین الخ غرضکہ بہت محققین حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہی **قولہ**
اچھا آپ کی خاطر سے ہم مان لیتے ہین کہ وقت اجابت ما بین الخطبتین ہی تو کیا اوس سے
یہ مضمون ثابت ہو جاویگا کہ دعا مروج بہ رفع الیدین مسنون ہی الیٰ **قولہ** مؤلف کہتا
ہی اس مقام مین دعاء قلبی ارادہ کرنا بہت مناسب ہی الخ **اقول** آپ اکابر دین کی تصحیح
و ترجیح کو نہین مانتے پھر کسی اور کی خاطر سے آپ کیون مانینگے بہرحال جب دعا
بین الخطبتین کو تسلیم کر لیا جاویگا تو جبتک حرمت و ممانعت رفع یدین کی اوس وقت
خاص مین کسی دلیل خاص سے ثابت نکیا جاویگا رفع یدین کا مسنون ہونا ثابت ہو گا
اور وقت قرأت آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے جب آپ
فرماتے ہین کہ طرفین تو مطلقا بوقت خطبہ سکوت کا حکم کرتے ہین اور امام ابو یوسفؒ اگر اجازت
دیتے ہین تو وہ بھی درود قلبی کی اجازت دیتے ہین الخ پھر آپ باوجود ادعا اتباع امام اعظمؒ
کے اپنے خیالات کے مطابق کسطرح دعاء قلبی کی اجازت دیسکتے ہین **قولہ** جس مقام
مین کسی نص سے سکوت کا حکم متحقق ہوا الخ **اقول** یہان سکوت عن الدعا وقت سکوت
الخطیب کا بقول اصح حکم کسی نص سے متحقق نہین ہی پھر یہ سب تطویل لاطائل ہے
قولہ بوقت خطبہ درود شریف کے پڑھنے کے باب مین بھی یہی قول راجح اور اقوی ہے
کہ دل مین پڑھا جاوے چنانچہ امام ابو یوسف سے ایسا ہی مروی ہی **اقول** اولاً یہ شغف
عجیب خرف ہی کسی بات پر اسکو قرار نہین دیکھو یہان یہ کہتا ہی اور سابقاً یہ کہا تھا کوئی امام
ابو یوسفؒ کے قول پر کیونکر فتوی دیسکتا ہی اور باوجود اسکے حنفیت کا دعوی کرنا کیونکر

صحیح ہوسکتا ہی الی آخر الخرافات اور ثانیاً تنویر العین مین جو ملخص سے نقل کیا ہو فیصلی السامع بلسانہ خفیۃً اور کفایہ سے نقل کیا تھا فیصلی السامع فی نفسہ ای یصلی بلسانہ خفیا اھ ان عبارات اور اونکی امثال کو سمجھتا تو طول فضول نکرتا اور قرأت سریہ وجہریہ کا محاورہ بھی اسنے شاید سنا نہین ورنہ دل مین پڑھنے کا حکم اوس لفظ سے لازم نہ جانتا در مختار مین باب الجمعہ مین ہو والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ حاشیہ شامی مین ہو قولہ فی نفسہ ای بان یسمع نفسہ ویصحح الحروف فانہم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا اھ دیکھو اس سے صاف ثابت ہو کہ فی نفسہ سے بھی درود لسانی مراد ہو اور یہی مذہب صواب ہے اور امام ابو یوسف سے جو روایت قلبی بلفظ عن ہو وہ دوسری روایت ہو اوسکو خلاف صواب ٹھہرایا ہو باقی اختلاف روایات کا کسنے انکار کیا ہو جو وہ تطویل لاطائل کیگئی **قولہ** ارکان اربعہ مین ہو اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختلف المشایخ فیہ والصحیح انہ یاتی بہا سرا فی نفسہ عند قراءۃ الخطیب وکذا اذا سمع من الخطیب اسمہ الشریف اھ **اقول** لفظ سرا اور فی نفسہ کا دیکھکر خوش ہوگئے اور قطع نظر اس سے کہ کفایہ وغیرہ مین اسکی شرح موجود ہو اسقدر بھی خیال نہ کیا کہ اوسی ارکان اربعہ مین اسی مقام پر بلا فصل موجود ہو وانما لا یجہر لئلا یفوت سماع الخطبۃ الخ صاف ظاہر ہو کہ سرا مقابل جہرا کے ہو **قولہ** امام ابو یوسف اگر اجازت دیتے مین تو وہ بھی درود قلبی کی اجازت دیتے مین چنانچہ ابن ہمام اور شامی وغیرہ نے تصریح کردی ہو البتہ مختار طحاوی کا یہ ہو کہ درود شریف لسانی سرا مشروع ہو مگر یہ قول مفتی بہ نہین ہے چنانچہ فتح القدیر اور ارکان اربعہ اور شرح منیہ وغیرہ کی عبارت صاف کہے دیتی ہے اھ **اقول** جب اسکو تسلیم ہو کہ مختار امام طحاوی کا درود لسانی ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ

یہی قول امام ابو یوسف کا بھی ہے اور اسکو مفتی بہ مذہب حنفیہ مین فرمایا ہے اور اہل متون معتمدہ
نے اوسیکو اختیار فرمایا ہے پس اسکو بناء الفاسد علی الفاسد سے تعبیر کرنا محض سفاہت ہے
ابو المکارم شرح مختصر مین لکھتے ہین فیصلی بلسانہ علی مانص فی الکفایۃ وغیرہا
سرا ای خفیۃ قال قاضیخان ھذا مروی عن ابی یوسف وھو قول الطحاوی اھ اور
فتح القدیر کا حوالہ کرنا کہ فتح القدیر کی عبارت صاف کہے دیتی ہے کہ طحاوی کا قول معتبر نہین
ہے کذب محض ہے فتح القدیر کی عبارت یہ ہے وعن ابی یوسف ینبغی ان یصلی فی نفسہ
لان ذلک مما لا یشغلہ عن سماع الخطبۃ فکان احرازا للفضلین وھو الصواب اھ
اسمین کہان مذکور ہے کہ قول طحاوی کا مردود ہے اور فی نفسہ کا لفظ ہرگز دلیل اسکی
نہین ہوسکتا ہے ہدایہ و فتح القدیر وغیرہ مین جابجا فی نفسہ سے ذکر لسانی مراد لیا ہے
فصل الصلوۃ مین ہے یقول المؤتم ربنا لک الحمد ولا یقولھا الامام عند ابی
حنیفۃ وقال یقولھا فی نفسہ الخ و علی ہذا القیاس اور اسیطرح حوالہ ارکان اربعہ کا بھی
غلط ہے کہ ارکان اربعہ مین صاف فرمایا ہے وانما لا یجھر لئلا یفوت سماع الخطبۃ و ھذا
مذھبنا وعلیہ الفتوی اھ اس سے صاف ثابت ہے کہ جہراً مکروہ ہے اور سراً مشروع ہے اسی پر
فتوی ہے قولہ اور جامع البرکات مین جو شیخ عبد الحق نے وہ مضمون لکھا ہے وہ واقعہ حال
بیان کرتے ہین نہ یہ کہ اپنا مذہب یا اوس وقت امر کا استحسان واقعی کما یتوشح من لفظ العادۃ اھ
اقول افسوس ہے کہ یہ شخص باوجود دیکھنے تنویر العین کے یہ خرافات بیباکانہ لکھتا ہے اور کچھ شرماتا
نہین جامع البرکات کی عبارت مین صاف موجود ہے از استحسان متاخرین است اھ پھر اسکا انکار کرنا
سوفسطائیت ہے وبس اور وہ جو شیخ نے فرمایا در حرمین شریفین عادت شدہ است الخ اس لفظ عادت
سے بھی استدلال عدم استحسان واقعی پر درست نہین ہوسکتا ہے بلکہ عادت حرمین سے استدلال

استحسان پر قدیما وحدیثا متعارف علماء دین کا ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی والمستحب فی الجلوس بین الترویحتین مقدار الترویحۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر لعادۃ اھل الحرمین الخ اسی طرح کبیری شرح منیہ وغیرہ مین بھی ہی **قولہ** چھٹی دلیل کا جواب فی ھذا الدلیل ایضا مقال لوجوہ شتی اولا اسلئے کہ فقہا نے دعا قلبی کے باب مین تصریح کردی کہ بوقت خطبہ جایز ہی اور دعا لسانی کی اجازت نہین دی ہی الخ **اقول** رسالہ تنویر العین مین غایۃ الاوطار کے رد مین جو لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ پہلے اوسنے دعا مانگنے کو اوسوقت مطلق بدعت کہا پھر فتوی علماء رامپور و بریلی سے نقل کیا اگر کوئی بدون ہاتھ اٹھائے اور زبان ہلائے دل مین دعا مانگے تو مضائقہ نہین ہی تو جب دل سے دعا مانگنے مین باوجود بدعت ہونیکے مضائقہ نہین تو پھر ہاتھ اٹھانے مین کیا مضائقہ ہی کیونکہ جیسے وہ بدعت ویسے ہی یہ بدعت ہے پھر ایک بدعت مین مضائقہ ہو اور دوسری بدعت مین مضائقہ نہین یہ عجب بات ہی اور صریح تحکم ہی ہان اگر دل مین یہ دعا مانگنا بدعت نہو تو البتہ اوسکو اسپر ترجیح ہوگی مگر یہ امر اوسکے نزدیک ثابت نہین حاصل یہ ہی کہ بر تقدیر مسنونیت دعا ایجاب صغری مسلم اور بر تقدیر عدم ثبوت مسنونیت کلیۃ کبری مسلم نہین الخ ہر عاقل جانتا ہی کہ یہ کوئی دلیل مستقل نہین ہے جسکا نام اسنے چھٹی دلیل رکھکر جواب مہمل لکھا بلکہ اسکے مستند والام یعنے صاحب غایۃ الاوطار کے قول کے اختلال کے بیان مین یہ مقدمہ ذکر کیا گیا ہی پس اگر اسکو حوصلہ تھا تو غایۃ الاوطار سے وہ اعتراض اوٹھاتا وہ تو ہو نہ سکا فریب سے اوسکا نام دلیل مستقل رکھکر کلام بیگانہ از بحث لکھدیا اب اگر حوصلہ ہی کلام غایۃ الاوطار کا ثابت کرے اور وہ اعتراض اوسپر سے اوٹھاوے **قولہ** وقت رویت منکر بحالت خطبہ جو سر اور ہاتھ سے اشارہ کرکے منع کرنا جایز لکھا ہی اوسپر رفع یدین دعا کو قیاس کرنا ہرگز صحیح نہین الخ **اقول** تنویر العین مین قول غایۃ الاوطار

ملا حزم علی کو نور الشمعہ مین جو الزام دیا گیا تھا میان ابو الانوار نے اوس الزام کو چھٹی دلیل بنا کر اپنی نافہمی ظاہر کی

کا نقل کیا ہی کہ خطبہ مین وقت رویت منکر کے سر اور ہاتھ ہلانے کا کچہ مضائقہ نہین اور صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنے تو آہستہ درود پڑہے کہ اپنے سے دوسرے کو آواز نجاوے انتہی پہر اسپر یون اعتراض کیا ہی کہ جب عین خطبہ مین ہاتھ ہلانیکا مضائقہ نہین اور آہستہ درود پڑہنا ثواب ہے اور نزدیک ائمہ ثلثہ کے اوقات سکوت مین تسبیح وغیرہ کا مضائقہ نہین تو پہر وقت جلسہ معہودہ کے خطیب ساکت ہی دعا مانگنے مین مضائقہ کہان سے آگیا انتہی دیکھو درود شریف کے آہستہ پڑھنے مین بقول صواب جو الزام غایۃ الاوطار کو دیا گیا تھا اس شخص نے اوسکو چھپا کر یہ کلام مہمل پیش کر دیا جس سے ہرگز وہ اعتراض غایۃ الاوطار سے نہین اوٹھا **قولہ** جلسہ مابین الخطبتین اگرچہ صورۃً خطبہ سے خارج معلوم ہوتا ہی مگر فی الحقیقت وہ خطبہ سے خارج نہین ہی بلکہ وہ بھی حکماً خطبہ ہی ہی انتہی **اقول** اولاً اگر فی الحقیقت اور حکماً کے معنے سمجھتا تو ہرگز یہ کلام تناقض زبان پر نہ لاتا ثانیاً اگرچہ یہ جلسہ حقیقۃً تو خطبہ سے خارج ہی مگر حکماً بھی من کل الوجوہ حکم خطبہ مین داخل نہین ہی دیکھو خطبہ مین بیٹھنا ممنوع ہی تا آنکہ بلا عذر بیٹھنے والے کو خبیث کہا گیا ہی اور یہ جلسہ مسنون ہی جسمین بقدر تین آیت کے بیٹھنے کا حکم ہی بالجملہ یہ جلسہ مانند جلسہ قبل خطبہ کے ہی کہ یہ دونون جلسے حکماً من وجہ داخل ہین اور من وجہ خارج خطبہ ہین اسیواسطے قول اصح کلام دنیوی ان دونون جلسون مین بھی ممنوع ہی اور کلام اخروی ممنوع نہین ہی جیسا کہ عمدۃ الرعایہ وغیرہ سے ثابت ہی **قولہ** جس طورت نماز کی حالت مین جب امام قرأت کرتا ہی سماع اور سکوت واجب ہے ایسا ہی جب درمیان دو آیتون نے سکتہ کرتا ہی اور دم توڑتا ہی سکوت لازم ہی کیونکہ حکماً وہ بھی قرات ہے اسیطرح خطبہ کی حالت مین بھی بوقت جلسہ خفیفہ کے سکوت چاہیے **اقول** اولاً

یہ خود لکھتا ہو کہ نماز مین بوقت قراءت امام کے استماع و سکوت واجب ہے اور ما سوا اسکے
مقتدی بھی دعا پڑھتے ہین جیسے قومہ جلسہ الخ اور حاشیہ پر لکھا ہو بحالت جلسہ مقتدی کو بھی
اللھم اغفرلی پڑھنا ممنوع نہین ہو بلکہ اولیٰ ہو کذا فی رد المحتار الخ پس قیاس جلسہ بین الخطبتین
کا کہ مقدار تین آیت کے ہو جلسہ بین السجدتین پر توصیح ہو سکتا ہو جسکی بنا پر مقتدی کے
دعا کرنے مین کچھ حرج استماع کا نہین ہو اوسکو چھوڑ کر قیاس سکتات آیات قراءت پر کرنا
نامناسب ہے اور ثانیاً مقتدی کو ممانعت قراءت کے وقت قراءت امام کی ہو مگر رکوع
و سجود وغیرہ مین تکبیر و تسبیح کی ممانعت نہین ہو کہ وہ وقت قراءت کا نہین ہو پس یہی حال
سامع خطبہ کا ہونا چاہیے اور سکتات قراءت امام مین بھی بطوریکہ خلل استماع قرآن مین
نہو دعا سبحانک اللھم کی مقتدی کو بعض فقہا نے اجازت دی ہو و علی ہذا القیاس
پھر جلسہ بین الخطبتین مین کیونکر قراءت و دعا حرام ہو سکتی ہو عمدۃ الرعایہ مین ہے
والحق انہ لا مانع من جواز کل ما منعوہ حالۃ السکتات اذ لم یخل بالاستماع
من دون تقیید بوقت دون وقت الخ **قولہ** جلسہ خفیفہ کو خطبہ سے خارج سمجھنا
دعوی بلا دلیل ہو الخ **اقول** جلسہ خفیفہ اگر کسیطرح کسیوجہ سے خطبہ سے خارج نہوتا بلکہ
من جمیع الوجوہ فی الحقیقت داخل خطبہ ہوتا تو یہ جلسہ مشروع نہوتا کہ خطبہ مین تو کھڑا ہونا
مشروع ہو اور بیٹھنا ممنوع ہو پس معلوم ہوا کہ یہ جلسہ حقیقۃً تو خطبہ سے خارج ہو مگر حکماً من وجہٍ
داخل خطبہ ہو اور من وجہٍ خارج خطبہ اسیواسطے بقول اصح کلام دنیوی ممنوع اور قراءت
قرآن و دعا مشروع **قولہ** دعا کیلئے رفع یدین اگرچہ مستحب ہے مگر ہر دعا مین نہین بلکہ
اونھین دعاؤنین جنمین حدیث وارد ہو الخ **اقول** قطع نظر تحقیقات امام عینی و
علامہ طحطاوی وغیرہ کے **مولوی اسحق دہلوی** اربعین مین لکھتے ہین دست بر داشتن

برای دعا وقت تعزیت ظاہر اجواز ہست زیراکہ در حدیث شریف رفع یدین مطلقا در دعا
ثابت ہست پس درین وقت ہم مضائقہ ندارد لیکن تخصیص آن برای دعا ر وقت تعزیت
ماثور نیست انتہی اور شاہ احمد سعید صاحب مجددی تحقیق الحق المبین
مین فرماتے پس لازم شد کہ موافق این قاعدہ در دیگر افرادش مانند برداشتن ہر دو دست
برای ایصال ثواب عبادت مالی و بدنی برای میت کہ مروج ہست در فاتحہ رفع یدین
برای دعا مابین الخطبتین کہ معمول بہ ہست وغیر آن نیز قائل بجواز شود والا تناقض لازم
خواہد آمد و جواب جملہ اخیرہ این ہست کہ ذکر ہر جزئیہ بر شارع ضرور نیست انتہی اور اگر اسپر
بھی اطمینان نہو تو رسالہ دعائیہ مولوی خورم علی مصنف غایۃ الاوطار کا مطبوعہ مطبع
محمدی لکھنؤ کا بھی دیکھئے جسمین مسنون ہونا اوٹھانے ہاتھون کا دعامین مطلقاً
تحقیق کیا ہو وکفی بہ حجۃ علیکم ثانیاً اس شخص کا عجیب حال مختلط ہو کہ اپنے سابق ولاحق
کو یاد نہین رکھتا ہے یہان تو رفع یدین کو مقید کر دیا ساتھ اونھین دعاؤن کے جنمین حدیث
وارد ہو اور بعد اسکے آخر بحث مین خود لکھتا ہو کہ عینی اور دیگر فقہا کی یہ غرض ہو کہ وہ دعا ئین
جنمین کوئی نص مانع نہو ان دعاؤنین رفع یدین مباح ہو اور یہ مضمون مانعین کیلئے
کچھ مضر نہین انتہی دیکھو یہان اقرار کرتا ہو رفع یدین کا ان دعاؤنین جنمین کوئی نص مانع نہو
اور ظاہر ہو کہ وقت سکوت خطیب جلسہ مین کوئی نص ممانعت رفع یدین کے نہین ہو پس
وہ قول فقہا محققین کا ضرور مضر ہو مانعین کیلئے اور یہ بھی واضح ہو کہ دعائے نماز پہ
قیاس دعا خارج صلوۃ کا صحیح نہین ہو فتح القدیر مین امام ابو یوسف سے حکم رفع یدین کا
دعای قنوت مین روایت کر کے فرمایا ہو وجہہ عموم دلیل الرفع للدعاء ویجاب بانہ
مخصوص بما لیس فی الصلوۃ للاجماع علی ان لا رفع فی دعاء التشہد انتہی قولہ

غیر حال القراءۃ سے یہ مضمون اخذ کرنا کہ مراد اوس سے جلسہ خفیفہ ہے دعوی بلا دلیل ہے
اقول غیر حال القراءت سے اگر صرف جلسہ خفیفہ مراد لیا جاتا تو البتہ بلا دلیل ہوتا مگر
لیکن مقصود یہ ہے کہ وہ شامل ہے جلسہ خفیفہ کو بھی اسواسطے کہ اوسوقت قراءت نہیں ہوتی ہے
قولہ ممکن ہے قراءت سے قراءت قرآن ہو **الیٰ قولہ** پس خلاصہ اس عبارت کا یہ ہوا
کہ دعا ت وہ دعا مراد ہو سکتی ہے جسکو بوقت عدم قراءت قرآن کے مقتدی بھی کرتے ہیں
اقول جلسہ خطبہ بھی وقت عدم قراءت قرآن و عدم استماع خطبہ کا ہے پس امام و
مقتدی اوسوقت کیوں دعا نہیں کرسکتے **قولہ** ثانیاً دعا بلسان الحال کا مقابل
ضرور نہیں کہ دعا باللسان ہو بلکہ ممکن ہے کہ دعا قلبی مراد ہو **الیٰ قولہ** ملا علی قاری
کہتے ہیں یسال اللہ عطف تفسیر للدعاء او بالقلب و السوال باللسان و علی القلب
او بالجمع بین لسان القال و بیان الحال ام **اقول** اگر لفظ عطف تفسیری کے
معنے جانتے تو اس جنجال میں نہ پڑتے اور مقابلہ لسان القال کا ساتھ بیان حال کے
جو عبارت منقولہ میں ہے اوس سے بھی بطلان اونکے خیال کا ظاہر ہے **قولہ** شافعیہ کا
محض قول باوجود مخالفت قول امام اعظمؒ ہم لوگوں کیلئے حجت نہیں **الیٰ قولہ**
پس شوافع کے مرجوع قول پر جو مسئلہ مبنی ہو اوسکو معرض استدلال میں پیش کرنا دائرہ
تحقیق سے خارج ہے اور مجوزین کیلئے غیر مفید ام **اقول** شافعیہ کے قول کے ذکر سے
مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین جو بانی مبانی فتنہ تحریم دعا بین الخطبتین اور التزام خروج از
اسلام کے مسلمانوں پر بقاعدہ استحلال حرام کے ہیں وہ علماء حنفیہ کو حدیث و شروح
حدیث سے جاہل بلکہ مخالف حدیث کہا کرتے ہیں اور شافعیہ کو محقق فن حدیث و متبع
حدیث کا بتاتے ہیں اسیواسطے حنفیہ کے مذہب کو ترک کرکے بظاہر شافعی اور فی الحقیقت

بے قید ہوجاتے ہین لہذا اونکی تفہیم والزام کیواسطے ذکر اقوال ائمۂ شافعیہ مالکیہ کا بھی ضرور تھا تاکہ اسی لحاظ سے تضلیل وتفسیق وتکفیر اہل اسلام سے باز آئین نہ یہ کہ مجوزین کو حاجت ترک تقلید مذہب حنفی کی اس مسئلہ مین ضروری ہو کہ یہ محض خیال خام ہے

قولہ اور ملا علی قاری حنفی نے جو ابن حبان کی روایت پر اعتماد کرکے یہ مضمون لکھا ہو والاولی القراءة لو روایة ابن حبان الخ اسمین کئی بحثین قابل غور ہین الخ **اقول** آپ کی سب بحثون کا جواب کافی یہی ہو کہ ملا علی قاری حنفی کو تحقیق صحت وعدم صحت احادیث وتنقید روایات ورجال اور ابن حبان کی کتاب کا ہر قسم کے احادیث پر مشتمل اور ابوداؤد وغیرہ کی روایت سے اوسکی موافقت یا مخالفت مضمون ومآل اور اس حدیث کے فعلی وغیرہ ہونیکا حال ہر طرح آپ سے زیادہ معلوم تھا پھر اونکی تحقیق کے ابطال کیواسطے یہ تطویل چھوٹا منہ بڑے اقوال کا مصداق ہو وبس **قولہ** بلکہ راجح یہی ہو کہ قرأت بالقلب مراد ہو تاکہ حدیث لایتکلم سے بوجہ احسن تعارض دفع ہوجائے **اقول** یہ تو آپ کا خیال ہی خیال ہو کہ حدیث لایتکلم سے اسکو معارض ومخالف سمجھتے ہین برخلاف شروح ملا علی وغیرہ شراح محققین کے **قولہ** پس مذہب منصور امام اعظمؒ کو ترک کرکے غیر محقق قول کی جانب رجوع کرنا اور اوس روایت کا ماخذ قرار دینا میرے نزدیک مخدوش ہو **اقول** جب آپ اپنے آپ کو تحقیق روایات حدیث وفقہ مین ملا علی قاری وغیرہ حنفیہ سابقین سے فایق جانتے ہین پس اونکی تحقیقات کیون آپکے نزدیک مخدوش نہوگی مگر اہل انصاف کے نزدیک نہ یہان ترک مذہب منصور امام اعظم ہو نہ غیر محقق قول کے جانب رجوع ہو کما سبق مفصلاً ورنہ ملا علی قاری حنفی جنکا تشدد حنفیت مین ضرب المثل ہو باستدلال اوس حدیث کے ہرگز

اوسکو اچھا فرماتے **قولہ** نوین دلیل کا جواب بیشک ہم اوسکو مانتے ہین کہ مسائل اختلافیہ مین بنظر احتیاط دوسرے مذہب کے مطابق عمل کرنا درست ہی مگر کب اوسوقت کہ ہمارے مذہب کے مطابق حرمت اور کراہت :لازم آتی ہو الخ **اقول** یہی کوئی دلیل مستقل نہین لکھی گئی تھی بلکہ اوسکے ذکر سے یہ مقصد ہے کہ مدعیان تحریم و ممانعت نے جو اپنے دعوے کے ثبوت کا بدلیل قطعی بڑے زور و شور سے ادعا کیا تھا یہانتک کہ بحیلہ استحلال حرام حکم خروج از اسلام کا اتہام مجوزین پر لگانے لگے تھے جیسا کہ سوال مندرج تنویر العین سے ظاہر ہی لہذا اوسکے دفع کیواسطے باوجود تصحیحات ائمہ حنفیہ کے اقوال ائمہ شافعیہ و مالکیہ بھی نقل کردئے گئے اور **امام نابلسی** حنفی سے نقل کردیا گیا المسئلۃ الواقعۃ کما ھی الآن فی جوامع بلادنا و غیرھا یوم الجمعۃ من المؤذنین متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکارہ ام باقی یہ خیال کہ بحکم حضرت امام اعظم یہ مطلقا حرام ہی یہ تو ایسا خیال کہ آپ لوگ اپنے اس خیال کے سامنے بڑے بڑے ائمہ حنفیہ امام فخر الاسلام سے لیکر ملا علی قاری تک سبکی تصحیح و تحقیق و ترجیح کو باطل ٹھہرا کر اونکی تجہیل و تضلیل پر اصرار رکھتے ہین لیکن یہ حرکت آپ لوگون کو مبارک رہے دوسرے حنفی قبول و پسند نہین کرسکتے **قولہ** دسوین دلیل کا جواب واہ جناب یہ تو خوب دلیل آپنے پیش کی آج آپنے بخاری شریف کی یہ روایت دکھلا کر بحالت خطبہ رفع یدین اور دعا کو ثابت کردیا کیا عجب ہے کہ کل بخاری شریف کی یہ روایت عن جابر بن عبداللہ قال جاء رجل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس یوم الجمعۃ فقال اصلیت یا فلان فقال لا قال قم فارکع امام پیش کرکے بحالت خطبہ تحیۃ المسجد کو جایز و واجب کہنے لگین آپ تو اچھے حنفی ملے اگر اسی کا نام تقلید ہے تو

[illegible]

آپکی حنفیت قابل ترمیم ہو الخ **اقول** اولاً یہ دلیل بھی مستقل نہین ہو بلکہ مقصد اس
دلیل سے یہ ہو کہ جب یہ لوگ فقرہ اذا خرج الامام للجمعۃ سے حرمت رفع یدین کیواسطے
دعا کے ثابت کرنے مین اسکے دفع کیواسطے کہا جاتا ہو کہ اس ست حرمت رفع یدین کیواسطے
دعا کی ثابت نہین ہو سکتی کہ رفع یدین تو دعا کیواسطے خطبہ جمعہ مین خود حدیث صحیح سے
ثابت ہو پس اس سے حنفیت کیون قابل ترمیم ہو گئی کیا حنفیت کیواسطے لازم ہو کہ ہرگز
کہین کسی مسئلہ مین نام بخاری کے کسی حدیث کا کبھی زبان پر نہ لاوین یہ محض خیال
خام ہو ہان جن مسائل مین کہ حضرت امام صاحب دیگر احادیث صحیحہ سے تحقیق فرماکر
احکام شرعیہ ثابت کر چکے ہین پس اگر انکو اسی روایت بخاری کے کسی لفظ سے بظاہر مخالف
پاکر مذہب امام کو ترک کیا جائے تو یہ الزام عاید ہو سکتا ہو اور **ثانیاً** قیاس آپکا حدیث تحیۃ المسجد
پر جو عین وقت حالت قرات خطبہ مین ہو قیاس مع الفارق ہو کہ وہان تو مذہب حنفی
مین دوسری روایات صحیحہ سے ممانعت وقت خطبہ کو ثابت ہو **ثالثاً** محققین حنفیہ نے فرمایا
ہو کہ وہان بھی تحیۃ المسجد بحالت خطبہ نہین تھی بلکہ بحالت سکوت تھی کہ وہ خارج خطبہ
سے ہو **کبیری شرح منیہ** مین ہو وان قیل العبارۃ مقدمۃ علی الدلالۃ لاتعند
المعارضۃ فقد روی مسلم عن جابر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جاء
احدکم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین قلنا المعارضۃ غیر ثابتۃ لجواز
کون المراد منہ اذا سکت الامام عن الخطبۃ الی ان یتم صلوۃ کما ثبت
فی السنۃ وھو مارواہ الدارقطنی عن انس رض قال دخل رجل المسجد ورسول
اللہ یخطب فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قم فارکع رکعتین وامسک
عن الخطبۃ حتی فرغ من صلوتہ الخ **قولہ** جناب من نماز استسقا مین اگر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت خطبہ ہاتھہ اوٹھاکر دعا کی تو اس سے دعا
جلسہ خفیفہ کیونکر ثابت ہوگئی **اقول اولاً** کیا جرأت ہو کہ احادیث مین تو تصریح
نماز جمعہ و خطبہ جمعہ کی ہو اور یہ شخص نماز استسقا و خطبہ استسقا کا حوالہ کرتا ہو بھلا اس
کذب صریح کا کچھہ ٹھکانا ہو اور **ثانیاً** دعوی مدعیان کا یہ تھا کہ بعد خروج خطیب کے
واسطے خطبہ کے ہاتھہ اوٹھانا واسطے دعا کے خطیب و سامعین کا مطلقاً حرام ہے
اس حدیث کے رو سے وہ دعوی اونکا باطل ہوگیا کو دعا جلسہ خفیفہ کا ذکر اسمین
نہو **قولہ** بشر بن مروان نے جب خطبہ کی حالت مین ہاتھہ اوٹھایا عمار نے قبح
اللہ ھاتین الیدین فرمایا استسقا کی دعا پر قیاس کر کے اسکو جائز کیون نہ بتا دیا
اقول اگر بشر نے دعا کیلئے بین الخطبتین ہاتھہ اوٹھایا ہوتا اور حضرت عمار نے
اس دعا کیلئے ہاتھہ اوٹھانیکے باعث سے ایسا فرمایا ہوتا تو البتہ کلام اوس شخص کا قابل
التفات تھا حالانکہ حدیث مین اسکا ذکر بھی نہین ہو کہ بشر نے دعا مذکور کیواسطے ہاتھہ
اوٹھائے تھے اور حضرت عمار نے اس دعا کیواسطے ہاتھہ اوٹھانے کی تقبیح فرمائی
تھی **قولہ** اچھا اور سُنئے ابن ماجہ مین یہ حدیث مروی ہو عن ابی سعید قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی قبل العید شیئاً فاذا رجع الی
منزلہ صلی رکعتین اہ اسی پر قیاس کر کے اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ عید گاہ مین
بھی نفل پڑھنا درست ہو کیونکہ مطلق نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو
تو کیا قیاس اوسکا قابل اعتبار ہوگا ہرگز نہین **اقول اولاً** اس خلط و
خبط کا کچھ ٹھکانا ہی مسئلہ مبحوث عنہ مین جب ان لوگون کا دعوی ہو کہ وقت خروج
للخطبہ سے آخر نماز تک ہر قسم کا کلام اُخروی ہو یا دنیوی واسطے خطیب و سامعین

بیان [illegible] [illegible]

کے حرام بالکلام ہو اور اسی بنا پر دعاء مذکور و رفع یدین للدعا کو بھی حرام کہا ہو اسکو ابطال
کیواسطے وہ حدیث پیش کیگئی جس سے بخوبی بطلان اونکی ہذیان حرمت رفع یدین للدعا
کا بعد خروج خطیب للخطبہ کے ثابت ہوگیا بر خلاف حدیث فاذا رجع الی منزلہ صلی
رکعتین کے کہ اسمین جب ذکر نماز بعد العید کا منزل مین ہو پس قیاس نماز نفل کا
مصلی مین اوسپر البتہ محل کلام ہو سکتا ہو پس وہ قیاس جسکو آپنے پیش کیا قیاس
مع الفارق ہو سکتا ہو۔ **ثانیاً** اگر قطع نظر اس حدیث خاص سے اگر کوئی کہے کہ ترغیب
مطلق نماز نفل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور عیدگاہ مین بعد نماز عید کے
تنفل کی تحریم و ممانعت کسی حدیث شریف مین صراحۃً نہین فرمایا ہو تو عیدگاہ مین بھی بعد
عید کی نفل پڑھنا درست ہو تو اوسپر ہرگز حکم ضلالت کا جیسا کہ آپ لوگون کا خیال ہو نہ صحیح
حدیث مین مذکور ہو نہ محققین کے نزدیک صحیح ہو کہ یہ بھی مسئلہ اختلافیہ فقہیہ ہو البتہ نفل مذکور
کو عیدگاہ مین سنت عید قرار دینا صحیح نہو گا **قولہ** مجالس الابرار مین ہو الیٰ **قولہ**
اگر اس قسم کا قیاس جایز ہوتا تو حضرت کیون عیدگاہ مین نماز سے روکتے اھ **اقول**
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دوسری روایت بھی علماء دین نے نقل فرمائی ہو درمختار
مین ہو لان علیاً رضی اللہ عنہ رای رجلا یصلی بعد العید فقیل اما تمنعہ یا امیر المومنین
فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال اللہ تعالیٰ ارایت الذی ینہی عبداً
اذا صلی اھ یہ تو واقعہ نماز نفل بعد العید کا ہو۔ اور مسند خوارزمی وغیرہ مین ہو کہ یہی
ارشاد اوسوقت بھی فرمایا تھا جب ایک شخص کو قبل عید کے نفل پڑھتے ہوئے ملاحظہ
فرمایا تھا بالجملہ اگرچہ مشہور روایت یہی ہو کہ اکثر صحابہ نماز نفل قبل عید کے اور بعد عید کے
نہ پڑھتے تھے مگر بعض صحابہ کرام سے اوسکا فعل و عمل بھی ثابت ہو پس حکم تحریمہ بدعیہ

کا کیونکر جاری ہوسکتا ہی **قاضیخان** نے فرمایا ہی ولا یتطوع قبل صلوٰۃ العیدین
فی المشہور ویتطوع بعد صلوٰۃ العید ماشاء وعن بعض الصحابۃ انہم کانوا
یتطوعون قبل صلوٰۃ العید علاوہ برین محققین نے فرمادیا ہی کہ عوام مسلمین کو نماز
نفل سے روکنا نچاہیے نہ قبل عید کے نہ بعد عید کے نہ مصلی مین نہ بیت مین **درمختار** مین ہی اما العوام
فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتہم فی الخیرات الخ **قولہ** مجوزین
کو کیا دقتین پیش آئین (۱) کل متون و اکثر شروح اور فتاوی کو چھوڑنا پڑتا ہی الخ
اقول ان متون اور شروح وفتاوی کے مراد کی جب محققین نے تصحیح وتصریح فرمادی
پھر چھوڑنا کیون پڑتا ہی ہان جن کتب مین برخلاف مذہب اصح کے تصریح کردی ہو اونکا
ضرور چھوڑنا پڑیگا اور اس چھوڑنے پر طعن کرنا درست نہین ہی **قولہ** اور کلام دینی
سے اگر اجابت اذان مراد لیجاے تو قباحت نہین لازم آتی الخ **اقول** اگر کل متون
اور اکثر شروح وفتاوی مین یہہ تصریح فرمادی ہوتی کہ اجابت اذان تو بالاتفاق جایز
ہی باقی مین اختلاف ہی تو البتہ اسکا خیال ٹھیک ہوتا حالانکہ اون متون وغیرہ مین تو لفظ
مجمل اذا خرج الامام فلا کلام واقع ہی اسمین تصریح اس تخصیص کی کہان ہی۔ پس
اسکے فہم کے مطابق اس تقدیر پر اس شخص کو بھی چھوڑنا متون و اکثر شروح کا لازم
ہوگیا اور جب مقصد ومراد مین کلام کیا جایگا پس مذہب اصح مختار محققین کہ شامل ہی
جملہ اذکار تسبیح وتہلیل کو کیون چھوڑا جا سکتا ہی کہ اونکے نزدیک مراد اوس فقرہ مین کلام
دنیوی ہی **قولہ** (۲) بلا وجہ معقول کے امام اعظم رح کی تقلید سے انحراف کرنا پڑتا ہی الخ
اقول ہرگز انحراف کرنا نہین پڑتا ہی بلکہ مذہب اصح کا اتباع کرنا پڑتا ہی ہان غیر اصح سے
انحراف کرنا پڑتا ہی اور یہ امر ضروری ہی **قولہ** (۳) وقت اجابت بروز جمعہ بقول اکثر

صحیح

صحابہ اور عامۂ مشایخ احناف جو آخری روز ہی اوسکو ترک کرنا پڑتا ہی (۱) **اقول** قائلین
مذہب اصح امام اعظم نے کب فرمادیا ہی کہ وقت اجابت منحصر ہی وقت خطبہ وجلسہ خطبہ مین
اور قول آخر روز کا غلط و باطل ہی اور دعا کرنا اوسوقت ممنوع ہی تاکہ مجوزین پر یہ الزام لگایا جائے
کہ اونکو اوسوقت اجابت کا ترک کرنا پڑتا ہی **قوله** (۴) بلا دلیل معتدبہ کے ساعت اجابت
کو جلسہ خفیفہ کے ساتھ خاص کرنا پڑتا ہی (۴) **اقول** مجرد تجویز دعاء مذکور سے بامید
احتمال اس امر کے کہ یہ بھی وقت اجابت ہی جائے تخصیص ہرگز لازم نہین آتا ہی **قوله** (۵)
جلسہ خفیفہ کو بلا دلیل معتدبہ حکم خطبہ سے خارج کرنا پڑتا ہی (۵) **اقول** اولاً منشار تمام
تطویل کا وہی ہی کہ قول معتدبہ جسکو محققین نے اصح کیا اوسکو تو اونکے یہ شخص تکذیب
کرکے باطل و بلا دلیل ٹھیراتا ہی اور قول غیر اصح کو اپنے اوہام سے مدلل اور معتدبہ بتاتا
ہی ثانیاً بطور تنزل کے کہا جاتا ہی جلسہ خطبہ حکم خطبہ سے بہت امور مین ضرور خارج ہے
از انجملہ یہ کہ خطبہ مین حکم قیام کا ہی اسیواسطے اکابر نے اوس شخص کو جسنے خطبہ مین جلوس
کیا تھا خبیث فرمایا اور بین الخطبتین کو مسنون **قوله** (۶) اسی وجہ سے کہ دعا
ت دعاء قلبی مراد نہین لینے بہتری احادیث نبویہ و باثار صحابہ کو ترک کرنا پڑتا ہی (۶) **اقول**
یہ بھی مجرد ہوس ہی ہرگز ہرگز ترک کرنا نہین پڑتا ہی جہان کلام دینی حرام ہی وہان دعا قلبی مراد
ہوسکتی ہی اور جہان کلام دینی حرام نہین وہان دعا دل کی کیون حرام ہو جاییگی البتہ
بہت آثار صحابہ کا ترک کرنا تو آپ پر لازم ہے کہ اونسے کلام بعد خروج امام کے بخوبی
ثابت ہی **قوله** (۷) رفع یدین کل دعاؤن کیلئے بلا حجت قاطعہ کے ثابت کرنا
پڑتا ہی (۷) **اقول** حجت قاطعہ کی ان مسائل فرعیہ قطعیہ مین کیا ضرورت ہی اور گو
اکابر کے کلام مین استحباب رفع یدین کا کل ادعیہ خارج صلوۃ مین مصرح ہی مگر قائلین جواز

پر کچھ ضرور نہین کہ خواہ مخواہ التزام مالا یلزم کرین بالجملہ جب رفع یدین وقت دعا کے
مطلوب شارع ہی پس جبتک شارع سے ممنوع ہونا کسیوقت خاص پر ثابت نہوگا اوسپر
عمل کیا جاویگا اور اوسی قسم مین دعا بین الخطبتین بھی داخل ہی **قولہ** (۸) ابن حبان
کی روایت کو بغیر تحقیق کے صحیح ماننا پڑیگا الخ **اقول** ملا علی قاری وغیرہ محققین
نے جب اوس سے استدلال کیا تو انھون نے اپنے نزدیک اوسکو صحیح سمجھا اگر تم اونکو
کاذب جانتے ہو اوسکا ہمپر کچھ الزام نہین آسکتا **قولہ** (۹) شافعیہ مالکیہ کے اقوال
سے باوجود مخالفت امام احتجاج کرنا پڑتا ہی الخ **اقول** یہ مجرد دعوی باطلہ ہی شافعیہ مالکیہ
کے اقوال آپ لوگون کے واسطے پیش کئے گئے ہین ورنہ مجوزین کو کچھ حاجت اونکی
نہین نہ یہان مخالفت مذہب امام سے لازم ہی **قولہ** (۱۰) ایک حدیث قولی
کو خلاف اصول مقررہ کے بہتیرے اخبار فعلیہ پر مقدم کرنا پڑتا ہی الخ **اقول** یہ کلام
محض مہمل وجہالت انضمام ہی **اولاً** تو کسی حدیث قولی کا اخبار فعلیہ پر مقدم کرنا
درصورت تعارض وعدم امکان تطبیق وجمع کے کچھ محل الزام نہین ہوسکتا ہی **ثانیاً**
یہ شخص ایسا جاہل ہی کہ نافع ومضر مین اوسکو تمیز نہین نہ تقریب کے تام وناقص ہونیکا
ادراک ہی **ثالثاً** اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو یون کہتا کہ ایک حدیث فعلی کو اخبار قولیہ پر
مقدم کرنا پڑتا ہی کہ اس صورت مین بظاہر عوام کے نزدیک تقریب تمام ہوجاتی اگرچہ
محققین کے نزدیک یہان تعارض مراد حدیث قولی وفعلی مین نہین ہی **قولہ**
آپ نے مجوزین کے دلائل کو توخوب دیکھ لیا اور مانعین نے جو اون دلائل پر اعتراضات
وارد کئے ہین اونکو بھی بخوبی سمجھ لیا اب تھوڑی دیر گوارا کر کے قول فیصل بھی سن لیجئے الخ
اقول مجوزین کے دلائل کی حقانیت اور صحت بیان اور مانعین کی نفسانیت اور

ادنیٰ

اونکے خدشات کا بطلان بخوبی ظاہر ہوگیا اب آپکے قول فیصل کے متعلق اسیقدر
لکھا جاتا ہی کہ بالفرض ملا علی قاری وغیرہ کی تحقیق غلط ہو اور آپکے خیالات فاسدہ صحیح
ہون جب بقول اصح محققین کے نزدیک مدار اختلاف ہمارے ائمہ کا کلام دنیوی پر
ٹھہرا تو پھر از روے اصول تحقیقات محققین حنفیہ کے حکم مانعین کا ہرگز صحیح نہین
ہو سکتا ہی اور صحت عدم نقل بلکہ نقل عدم سے بھی حکم افضلیت واولویت کا
باطل نہین ہو سکتا ہی دیکھو مسئلہ رجعت قہقری مین وقت طواف وداع کعبہ معظمہ
کے باوجود اقرار عدم ثبوت کے سنت واثار سے محققین حنفیہ نے حکم استحباب واولویت
کا فرمایا ہی رد المختار مین بعد نقل کراہت وضع علی القبور کے بعض فقہا سے لکھا ہی
ولکن نحن نقول اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقروا صاحب القبر
لجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان
بدعة فهو کقولهم بعد طواف الوداع یرجع القهقری اجلالا بالبیت حتی قال فی
المنهاج انه لیس فیه سنة مرویة ولا اثر محکی وقد فعله اصحابنا الخ اور زیلعی
نے لکھا ہی والعادة به حادثة فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر الخ اور اسیطرح
مسئلہ تلفظ نیت مین بھی محققین فقہا کرام نے اطلاق استحباب وافضلیت کا بلکہ
بعض نے سنیت کا بھی فرمایا ہی تنویر الابصار مین ہی والتلفظ بها مستحب وقیل
سنة درمختار مین ہی یعنی احبه السلف او سنة علمائنا الخ وعلی ہذا القیاس بہت
مسائل مین محققین حنفیہ کے اقوال واصول تحقیقات سے حقیت قائلین جواز کی اور
بطالت مجوزین ومانعین کے ہذیان کی بخوبی ثابت ہو سکتی ہی **قوله** فذلکہ از
جانب مولوی ابو البرکات برادر صغیر مولف امر **اقول** برادر کبیر کے انوار کی تحقیر

تو ماسبق سے بخوبی ثابت ہولی اب صغیر صاحب کے برکات کی تصغیر بھی دیکھنا چاہئے **قولہ** پہلی تقریر جلسہ خفیفہ کو حکماً خطبہ سے خارج کئے گا یا اوسمین داخل **اقول** حسب تحقیق محققین کے یہ جلسہ من وجہ خطبہ سے حکماً خارج ہی اور من وجہ حکماً داخل ہی مانند جلسہ بعد خروج خطیب کے واسطے خطبہ کے پس اسی جہت سے کلام دنیوی اکل وشرب وغیرہ ممنوع او رکلام اخروی مانند تسبیح وتہلیل کے ممنوع نہین ہی پس بتقلید روایت محققہ مصححہ محققین کے از روئے اونکے اصول کے جواز دعا بین الخطبتین کا بخوبی ثابت ہوا اور قیاس اوسکا حالت قرأت خطبہ پر باطل ہوا **قولہ** دوسری تقریر طرفین کے نزدیک بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام ممنوع ہی اس قول کو آپ غیر مفتی بہ کہتے ہین یا مفتی بہ الخ **اقول** بوقت جلسہ خفیفہ طرفین کے نزدیک مطلقاً ہر کلام کا ممنوع ہونا بروایت اصح ثابت نہین ہی پس اوسکو قول مفتی بہ طرفین کا ٹھہرانا مخالف روایت اصح کے ہے ہان بروایت اصح جو قول طرفین کا ثابت ہو سکتا ہی اسکو البتہ مفتی بہ کہہ سکتے ہین یعنے ممنوع ہونا کلام دنیوی کا باقی تسبیح وتہلیل کا ممنوع ہونا جو قول طرفین سے بروایت اصح ثابت نہین پس اسکا ممنوع ہونا بھی مفتی بہ نہین ہو سکتا

جواب مجموعۃ الفتاوی

اگرچہ مضامین ودلائل مجموعۃ الفتاوی کے وہی ہین جو تحقیق قول الطرفین مین مندرج ہین اور جواب تفصیلی اونکا لکھدیا گیا پس حاجت اوسکے جواب جدید کی نہ تھی مگر تاکید اس مجموعہ کی بھی بعض خرافتون اور خیانتون کا اظہار واعلان مناسب معلوم ہوا چنانچہ ہدیہ ناظرین ہوتا ہے

رد فتوی میانجی ابوالانوار صاحب

قو مولانا عبد الحق صاحب دہلوی الی **قولہ** اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین فلا یتکلم وتکلم نمیکرد نہ بدعا و بغیر آن ۱ھ **اقول** ان حضرات کے افہام والزام کے واسطے اسیقدر کافی ہی کہ **مظاہر حق** مین جو تالیف نواب قطب الدین صاحب کی اور تنقیح الحقیقت تصنیف مولوی اسحق دہلوی کی ہی لکھا ہی یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ دونون خطبون کے درمیان کے جلسہ مین حضرت کلام نہ کرتے تھے اوس کلام نہ کرنے کی شرح حضرت شیخ نے تو یہی لکھی ہی جو فائدہ مین مذکور ہوئی اور ملا علی رحمہ اللہ نے شرح طیبی سے نقل کیا ہی کہ اولی ہی پڑھنا قرآن کا واسطے روایت ابن حبان کے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ بیٹھنے کے کتاب اللہ اور کہا بعضون نے کہ اولی ہی پڑھنا سورۂ اخلاص کا ۱ھ پس حضرت شیخ کو شاید یہ روایت نہ پہونچی ہو گی واللہ اعلم ۱ھ **قولہ** یہ جلسہ خفیفہ حکم مین خطبہ کے ہی یا خطبہ سے خارج ہی **اقول** یہ تردید نافہمی پر مبنی ہی اہل فہم پر ظاہر ہی کہ جلسہ خطبہ سے خارج ہی البتہ باوجود خارج ہونیکے خطبہ سے بعض امور مین خطبہ کے حکم مین ہی اور بعض امور مین حکم خطبہ مین نہین مانند جلسہ قبل خطبہ کے اور یہ بحث سابقاً بخوبی ظاہر ہو چکی **بالجملہ** حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک بقول اصح خطبہ پڑھنے کیوقت تو ہر طرح کا کلام ممنوع ہی اور غیر خطبہ پڑھتے وقت کلام دنیوی ممنوع ہی ذکر الہی ممنوع نہین ۱ھ **قولہ** قال العلی القاری فی المرقاۃ کیف یدعو وھو مامور بالانصات لجیب لیس من شرط الدعاء التلفظ بہ ۱ھ **اقول** عبارت **مرقاۃ** کی باب الجمعہ کے آخر فصل مین یون ہی قد سئل البلقینی کیف یدعو حال الخطبۃ وھو مامور بالانصات فاجاب لیس من شرط الدعاء التلفظ بہ ۱ھ اس شخص نے چالاکی سے لفظ حال الخطبہ کا ترک کر دیا تا کہ جلسہ بین الخطبتین پر وہ حکم منطبق ہو جاوے یہ سخت خیانت کی ہی **قولہ** درود

شریف پڑھنا جو بقول راجح واجب ہے اور بنص قرآن سے ثابت ہی بوقت خطبہ جب فقہا
نے اوسکے پڑھنے کی اجازت نہین دی ؎ **اقول** سابقاً ظاہر ہوچکا کہ جہر کی اجازت
البتہ فقہا نے نہین دی ہی اور سرا پڑھنے کی بموجب مذہب راجح و مفتی بہ محققین نے
اجازت دی ہی پس یہ قول بھی محض تغلیط جہال ہی وبس **قولہ** وقت جلوس
بین الخطبتین وقت استجابت دعا کا ہی لیکن حنفی مذہب مین اسوقت نہ جہرا دعا کرے
نہ سراً نہ رفع یدین کرے ویکفی الدعاء بقلبہ کذا فی الشامی فی المجلد الخامس الخ
اقول اس قول سے بہت سے خیالات مفتی اول کے مردود ہوگئے اور شامی کے
حوالہ سے یہ بات ثابت کرنا کہ بین الخطبتین کی دعا کی نسبت شامی نے ایسا لکھا ہی محض
تغلیط جہال ہی کہ وہ تو متعلق وقت قرأت خطبہ سے ہی نہ متعلق جلسہ قبل خطبہ اور جلسہ
بین الخطبتین اور بعد خطبہ کے قبل صلوۃ کما لایخفی علی من نظر فیہ بعین الانصاف
وتجنب عن الاعتساف **قولہ** فی الواقع دعا بین الخطبتین برفع الیدین جہرا ہو یا سراً مکروہ
ہی الخ **اقول** یہ دعویٰ جو بنظر اظہار اجماع حنفیہ کے کیا گیا ہی کذب محض ہی اور قطع نظر اصل
مسئلہ سے کہ مذہب اصح ہمارے ائمہ محققین کا کیا ہی اس شخص کو اتنا بھی خیال نہین
کہ صاحب رسالہ کو بہر حال یہ تو اقرار ہی کہ امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف ہی پس یہ ادعا
علی الاطلاق محض کذب وعیاری ونفاق ہی **قولہ** ہر حنفی کو ضرور ہی کہ منکرات و
مکروہات ومستقبحات شرعی کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور اغوائے ضالالت رائے جہلا سے
احتراز کرے **اقول** اس قول فاسد مین جو اس قائل جاہل بیباک نے امام ابو یوسف
وغیرہ اکابر حنفیہ کو ضال وجاہل وغیرہ ٹھہرایا ہی اسکی جزا تو عاقبت مین ملیگی مگر صاحب
طریقہ محمدیہ کے قول کا حال یہ ہی کہ امام نابلسی نے شرح طریقہ محمدیہ مین فرمایا ہی

اما علی القول الذی سبق تصحیحہ من ان النہی انما هو عن الکلام العرفی فقط فلیس
هذا بمنکر الخ **بالجملہ** مسائل اختلافیہ ائمہ حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت مین احکام ائمہ دین کو
منکرات شرعیہ سے ٹھہرانا اور اونکو ضال ومغوی بتانا جہالت وغوایت وضلالت ہے

رد فتوی لکھنو

ہرچند یہ فتوی بمقابلہ تحقیقات مصرحہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے کہ وہ ان سب
اہل فتوی سے تحقیق وتدقیق مین افضل اور اونکے اوستاد اکمل بلکہ امام اجل تھے قابل
التفات بھی نہین مگر پھر بھی بالاجمال حال اوسکے اختلال کا لکھا جاتا ہے **قولہ** سامعین کے
نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے مکروہ تحریمی ہے الخ **اقول** قطع نظر اس امر سے کہ
یہ جواب مبنی ہے روایت غیر اصح پر دیکھو یہ جواب مخصوص ہے ساتھ سامعین کے پس ناتمام
ہے کہ سوال مین خطیب وسامعین دونون سے سوال تھا **قولہ** اور شرح مختصر
وقایہ لابن الالیاس مین ہے ویکرہ الکلام فی حال الجلسۃ بین الخطبتین الخ **اقول**
ان حضرات کی دیانت سے سخت تعجب ہے کہ اوسی کلام مین سے جسکو نقل کرتے ہین وہ کلام
جو مخالف انکے خیالات کا ہوتا ہے اوسکو صاف اوڑا دیتے ہین دیکھو **شرح ابن الالیاس** مین
اسی مقام پر صاف موجود ہے واختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ فقال بعضہم یکرہ کلام
الناس دون التسبیح وقیل یکرہ الکل والاول اصح اھ **قولہ** ابوالمکارم نے شرح
مختصر وقایہ مین لکھا ہے صرح فی الخلاصۃ وغیرھا ان التطوع والکلام یکرہ اذا صعد
المنبر قبل الشروع وبین الخطبتین والخطبۃ والصلوۃ عندہ خلافا لہما اذ عندہما
الانصات للاستماع **اقول** **اولاً** یہان بھی اپنی دیانت کو ظاہر فرمایا دیکھو اوسی
کتاب مین اوسی قول مین اوسی مقام پر موجود ہے وحرم الکلام لا التسبیح فی الکفایۃ

ھو الاصح اھ اور ثانیاً اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک قول امام محمد کا بھی مانند قول امام ابو یوسف کی ہی کہ بین الخطبتین بھی بوجہ نہونے استماع کے کلام کو مکروہ نہین جانتے ہین اس قول سے بھی بہت خیالات ان حضرات کے باطل ہوگئے اھ **قولہ** اور خطیب کا دعاے جہری ہاتھ اوٹھاکر کرنا خلاف سنت کے ہی الخ **اقول** قید جہر اور رفع یدین کی محض واسطے تغلیط کے ہی ورنہ اگر اُسکے دلائل کی تمامیت حسب اسکے فہم کے تسلیم کریجاوے تو خطیب کی دعا بھی خواہ سرّی ہو خواہ جہری خواہ برفع الیدین خواہ بلا رفع الیدین حرام ہوگی بلکہ اسیطرح کسی آیت قرآن شریف کا بھی مطلقاً پڑھنا حرام ہوگا جیساکہ خیال ان حضرات کا ہی یہان پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بعض لوگونکا جو یہ خیال ہی کہ خطیب کو جہراً تو دعا جایز نہین ہی مگر سراً دعا و تلاوت آیت جایز ہی البتہ مقتدیون کو کسیطرح جایز نہین ہی کہ مخالف اذا خرج الامام فلا کلام کے ہی یہ بھی ایک خیال خام ہی اسلئے کہ فلا کلام مین جو حکم مقتدی کا ہے وہ حکم امام کا ہے **امام طحاوی** نے فرمایا ہی فاذا کان الناس منھیین عن الکلام ما دام الامام یخطب کان کذلک الامام منھیاً عن الکلام ما دام یخطب یعنی الخطبۃ الا تری ان المأمومین ممنوعون عن الکلام فی الصلوۃ فکذلک الامام فکان ما منع عنہ غیر الامام فقد منع عنہ الامام فکذلک لما منع غیر الامام من الکلام فی الخطبۃ کان الامام منع بذلک ایضاً من الکلام فی الخطبۃ بما ھو من غیرھا اھ **قولہ** اور مخالفت سنت کی عصیان ہی الخ **اقول** ان حضرات کو مخالفت کے معنے معلوم نہین ہین ورنہ مسائل فرعیہ اختلافیہ مین اکابر دین کو بتقلید روافض کے مخالف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ٹھہراتے تحفہ اثنا عشریہ مین مطاعن روافض مین حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر نقل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیان مین القضاۃ و حکام ...

د ر استخلاف مخالفت آنحضرت نمود اوسکے جواب مین لکھا ہی سوم آنکه نکردن استخلاف چیزی
دیگر ست و منع فرمودن از انچیزی دیگر ست مخالفت وقتی میشد که منع از استخلاف میفرمود

وابو بکر رضی اللہ عنہ استخلاف میکردند آنکه پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف نکرد وابو بکر رض کرد انتہی
قوله علاوہ برین دعا خطیب کی جلسہ خطبتین مین بالاتفاق موجب انصات سامعین
کے ہوگی پس تجویز کرنا امام ابو یوسف کا صحیح نہوگا ام **اقول** جب دعا خطیب کی سرًا
ہوگی جیساکہ تعامل سلمین کا عرب عجم کے بلاد اسلامیہ مین مدت دراز سے جاری ہی پس استماع
متصور نہوگا لہذا انصات سامعین کا حکم اسوقت حاضرین پر صادق نہین ہو سکتا ہے
بالجملہ ترجیح وعدم ترجیح روایات اختلافیہ مذہب حنفی دوسرا امر ہی مگر امام ابو یوسف یا دیگر ائمہ دین
کی تجہیل وتضلیل کرنا اور مہمل الزام اونپر لگانا کام اطفال جہال کا ہی نہ عقلاء اہل کمال کا
قوله اور بھی حصر کہ جو مستفاد ہوتا ہی صاحب فتح الباری کے قول یعنے اما هذا الجلوس
بين الخطبتين حكى صاحب المغني عن العلماء فيه قولين بناء على انه غير خاطب او
ان زمن سكوته قليل فاشبه السكوت للتنفس انتهى سے صحیح نہوگا الخ **اقول**
اولاً جب خطیب جلسہ مین کوئی آیت یا دعا سرًا پڑھے گا پس وہ غیر خاطب ہوگا اور استماع
بھی اوسکا غیر متصور ہوگا پس حصر کہ مستفاد فتح الباری کے قول سے ٹھہرایا گیا اسپر حکم
بطلان کا صحیح نہوگا اور **ثانیاً** زمانہ جلسہ کو مشابہ بسکوت للتنفس کے ٹھہرانا گو صاحب
فتح الباری وغیرہ کے نزدیک مسلم ہو مگر چونکہ یہ قول خلاف ظاہر روایت حنفیہ کے ہی
پس اگر حصر صاحب فتح الباری کا صحیح نہوگا تو کیا امام ابو یوسف وغیرہ پر کیا الزام کا مقام ہی

رد فتوی ندوہ مخذولہ

قوله جایز نہین خلاف سنت ہونیکی وجہ سے رد المحتار مین ہی ویسن الدعاء بقلبه

لابلسانہ لانہ ماموربالسکوت ام **اقول** ندوۃ العلما کی دیانت ودانائی اونکی
تحریرات مطبوعہ سے بخوبی ظاہر ہو کہ ان حضرات نے طریقہ تغلیط جہال اور خیانت
نقل اقوال کا اختیار کیا ہو اوسیکے مطابق یہان بھی عمل کیا گیا **اولاً** ظاہر ہو کہ اس
عبارت منقول مین وجوب سکوت کا وقت جلسہ خطبتین کے اور حرام ہونا تلاوت آیت قرآنی
یا دعاء لسانی کا ہرگز منقول نہین مطلب اس عبارت کا یہ ہو کہ وقت قرأت خطبہ کے
سکوت ماموربہ ہو پس دعاء قلبی چاہئے اسمین ذکر وقت سکوت خطیب اور جلسہ بین الخطبتین
کا نہین ہو پس یہ حوالہ واسطے فریب دہی عوام کے ہو **ثانیاً ردالمحتار** کی اصل عبارت
یہ ہو وفی ھذہ الساعۃ اقوال اصحہا او من اصحہا انہا فی مابین ان یجلس الامام
علی المنبر الی ان تنقضی الصلوۃ کما ھو ثابت فی صحیح مسلم عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایضا قال فی المعراج ویسن الدعاء بقلبہ لا بلسانہ لانہ مامور بالسکوت دیکھو اسمین
ساعت اجابت بعد العصر مین منحصر نہین کیا ہو پس خیالات ان حضرات کے جو متعلق ساعت
مذکورہ کے حصر بعد العصر مین اونکا بطلان بھی اوس سے ظاہر ہو **ثالثاً** اس عبارت سے
ظاہر کہ یہ قول صاحب معراج کا ہو ردالمحتار مین اسکی تصحیح وترجیح نہین کی ہو پس یہ تو ندوہ
والون نے دیکھ لیا اور جسکو **ردالمحتار** مین اصح لکھا ہو اوسکو نہ دیکھا یا نہ سمجھا یا عمداً چشم پوشی
کی وہ یہ ہے لا کلام ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح

ردفتوی علماء دہلی

یہ فتوی صرف ایک شخص عبدالجمیل مسافر وارد دہلی کا ہو جسکو براہ فریب علماء دہلی سے
تعبیر کیا گیا ہو **قولہ** درباب دعا فیما بین الخطبتین نوشتہ آید کہ جائز عند الحنفیہ ست یا
ممنوع الجواب دعا خواندن بجہر و برفع یدین بعد از آغاز خطیب خطبہ را حسب مذہبنا ممنوع

ہست اھ **اقول** خطبہ کے وقت تو دعا خواہ جہراً ہو خواہ سراً ممنوع ہو اور وقت سکوت کے کلام اخروی بقول اصح جایز ہو و بروایت غیر اصح امام ابو یوسف کے نزدیک تو جایز ہونا ان حضرات کو بھی تسلیم ہو کہ وہ بھی داخل مذہب حنفی ہو پس اطلاق لفظ حسب مذہبًا محض تغلیط عوام ہو اور اضافہ لفظ جہر کا بھی واسطے تغلیط کے ہو نہ سوال مین منقول نہ اہل اسلام کا معمول **قولہ** فیسمع الخطیب وینصت الی **قولہ** روح البیان صفحہ پندرہ وسولہ اھ **اقول** ان لوگون کو خیانت مین بڑا کمال ہو اوسی روح البیان مین اوسی مقام کے آخر مین جو قول فیصل لکھدیا ہو اوسکو ترک کر دیا والحاصل انہ اذا خرج الامام حرم کلام الناس والنافلہ اما الفائیتہ فلا کراھتہ فی قضائھا نص

علیہ فی النھایۃ وکذا تسبیحہ وھو جایز بالاتفاق اھ

رد فتوی لکھوری

قولہ دعا بین الخطبتین کے بارے مین شامی کی جلد اول مین ہو الخ **اقول** یہ ادعا کہ دعا بین الخطبتین کے بارے مین شامی نے یہ لکھا ہو محض افترا ہو شامی مین ذکر دعا بین الخطبتین کا نہین ہو اور **شامی** سے ثابت کہ بقول اصح مسئلہ اذا خرج الامام فلا کلام مین کلام دنیوی مراد ہے سواوسمین بھی اختلاف ہو اور کلام اخروی بالاتفاق جایز ہو البتہ وقت خطبہ پڑھنے کے کہ استماع اوسکا واجب ہے کسیطرح کا کلام جایز نہین بالجملہ جلسہ کہ وقت خطبہ پڑھنے کا نہین ہو اوسکو عبارت شامی سے کچھ تعلق نہین ۔ واضح ہو کہ اس فتوے پر مہر جناب مولانا مولوی **نذیر احمد خان صاحب** کی بھی چھاپی گئی ہو بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ بھی جعلسازی ہو وبس بلکہ مولانا مرحوم کا فتوی بڑی شد ومد سے لکھا ہوا موجود ہے چنانچہ وہ بعینہ منقول ہوتا ہے

فتوی جواز دعای جلسۂ بین الخطبتین از فاضل علامہ کامل فہامہ فقیہہ اور محدث محدث امجد عالم ذیشان جناب مولانا مولوی محمد نذیر احمد خانصاحب مرحوم و مغفور سابق مدرس اعلیٰ مدرسۂ طیبیہ احمد آباد گجرات علیہ الرحمۃ والتحیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہین علمای کرام اس امر مین کہ جسوقت امام پہلا خطبہ پڑھکر جلسہ کرتا ہے اوسوقت خطیب اور سامعین کو آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونوں ہاتھ اوٹھانا درست ہی یا نہین اور مترجم درمختار صاحب غایۃ الاوطار نے اوسوقت دعا کرنیکو غیر مشروع اور حرام اور فعل خلفای مروانیہ کا لکھا ہے آیا یہ قول مترجم کا صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب

ھو تعالی الموفق والمعین ہدایہ مین ہے اذا خرج الامام یوم الجمعۃ ترک الناس الصلوۃ والکلام حتی یفرغ من خطبتہ) قال رض ھذا عند ابیحنیفۃ رہ وقالا لاباس بالکلام اذا خرج الامام قبل ان یخطب واذا نزل قبل ان یکبر۔ اس سے واضح ہو کہ امام اپنی جگہہ یعنے حجرہ وغیرہ سے جب نکلے تو خطبہ سے فارغ ہونے

تک نماز و کلام امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ناجایز ہی اور صاحبین یعنے امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قبل شروع خطبہ امام کے اور بعد اوترنیکے منبر سے کلام درست ہی نماز درست نہین **درمختار** مین ہی فلا صلوۃ ولا کلام اوسکی تحت مین **شامی** مین ہی قولہ ولا کلام ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح کما فی النہایۃ والعنایۃ وذکر الزیلعی ان الاحوط الانصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعدہ فالکلام مکروہ تحریما باقسامہ کما فی البدائع بحر و نھر و قال البقالی واذا شرع فی الدعاء لایجوز للقوم رفع الیدین ولا تامین باللسان جھرا وان فعلوا ذلک اثموا وقیل اساؤا ولا اثم علیھم والصحیح ھو الاول وعلیہ الفتوی وکذلک اذا ذکر النبی صلعم لایجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب

اس سے واضح ہی کہ قبل شروع خطبہ امام کے تسبیح و ذکر مکروہ نہونا اصح ہی اور احوط انصات و سکوت ہی بعد شروع خطبہ امام کے ہر قسم کا کلام مکروہ تحریمی ہی امام کے دعا کرتے وقت قوم یعنے مقتدی دعا کرینگے تو گنہکار ہونگے یہی صحیح اور اسی پر فتوی ہی ایسے ہی حضرت صلعم کے ذکر کے وقت درود پڑھنا درست نہین ہان دل سے درست ہی اور اسی پر فتوی ہی **مشکوٰۃ شریف** مین ہی کان رسول اللہ صلعم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر حتی یفرغ المؤذن ثم یقوم فیخطب ثم یجلس ثم یقوم فیخطب **مرقاۃ شرح مشکوٰۃ** کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۲۵ مین ہی ولا یتکلم ای حال جلوسہ بغیر الذکر او الدعاء او القراءۃ سرا والاولی القراءۃ لروایۃ ابن حبان کان رسول اللہ صلعم یقرأ فی جلوسہ کتاب اللہ اس سے واضح ہی کہ درمیان خطبتین کے جو رسول اللہ صلعم بیٹھتے تھے

تو اوسمین یعنے جلسہ مین سوائے ذکر یا سوائے دعا یا سوائے قراۃ سر کے دوسرا کوئی کلام
نہین کرتے تھے اُسوقت اولی قراۃ قرآن ہی واسطے روایت ابن حبان کے کہ رسول اللہ
صلعم اس جلوس مین کتاب اللہ یعنے قرآن پڑھتے تھے اس سے واضح ہی کہ
امام جلسہ مین الخطبتین مین ذکر اللہ یا دعا کرے یا قرآن پڑھے تو
درست ہی مفتاح الصلوٰۃ مین ہی مطالعہ کتاب فقہ و تصحیح آن جائز است
نزد ابو یوسف و اشارہ بدست یا بچشم برائے دفع منکر کردن باک ندارد ذکرہ فی البحر الرائق
وغیرہ باید دانست چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع تسبیح و ذکر و قرأت
بروایۃ صحیحہ جائز شد درمیان دو خطبہ کہ امام می نشیند دعا بطریق اولی جائز خواہد بود
علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعۃ الاجابۃ ما بین ان یجلس الامام
فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ کما صح فی الصحیح المسلم وجزم بہ الامام
النووی فی شرح المسلم وقال وھو الصواب پس باید کہ در وقت جلوس کہ در
ظاہر روایت مقتدی را سہ آیت وا درست کما فی التجنیس وغیرہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار برعایت معنی بخواند کہ عمل بر ظاہر روایت و
احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست برداشتہ بخواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث
است واقع گردد و عمل بزرگان نیز ہست انتہی اس سے دعا کرنا درمیان
خطبتین ثابت ہوتا ہی لیکن مجمل ہی اس اجمال سے مراد امام ہی ہو لیکن
جلسے قبل شروع امام کے تسبیح و نحوہ کا غیر مکروہ ہونا علی الاصح
عبارت شامی سے واضح ہی اور یہ امام کے ساتھ خاص نہین
بلکہ یہ عدم کراہت علی الاصح قبل شروع خطبہ مقتدیون کے ہی حق مین ہی اگر حالت

جلوس بین الخطبتین مثل حالت قبل شروع خطبہ ہے تو مقتدیوں کے حق میں حالت جلوس
بین الخطبتین غیر مکروہ ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ المفتقر الی ربہ القدیر
محمد نذیر المعروف بنذیر احمد خان عفی عنہ

شد محمد نذیر ۱۲۹۶
پی مفسدان

الجواب صحیح کتبہ عبدالرحیم عفی عنہ
الجواب صحیح کتبہ عبدالکریم عفی عنہ

عبدالکریم ۱۳۱۱

فتویٰ

زبدۃ العلماء المحققین عمدۃ الفضلاء المدققین خاتمۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی محمد فیض عالم صاحب دامت برکاتہم منقول از تصدیق مقدمۃ الحبیش

استفتا۔ یہ دونوں یعنے میر صاحب کا رسالہ اور میرا پرچہ ہر دو آپکی خدمت شریف میں مرسل ہیں میرے اعتراضات کو اصلی کتب بالا سے مقابلہ کرکے دیکھئے

آیا وہ اعتراضات برابر ہین یا نہین اور اون فتوئین علانیہ چوری اور حق پوشی ہوئی ہے یا نہین تحریر کیجیے کہ جلوس مین الخطبتین مین آہستہ دعا مانگنا اور اسوقت دونون ہاتھہ اوٹھانا امام اور مقتدیون کو بین الحنفیہ والشافعیہ سنت ہے یا نہین بینوا توجروا

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

کلام الامام امام الکلام یہ تو سب اہل علم پر روشن ہو کہ امام الائمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام اور یہی آثار مین آیا ہے مگر اختلاف اسمین آن پڑا ہو کہ خروج سے کونسا خروج مراد ہو مکان سکونت یا صعود علی المنبر تو راجح ثانی قول ہو اور مرجوح مردود اور پھر اسمین اختلاف ہے کہ صلوۃ سے کونسی صلوۃ مراد ہو نفل یا قضائے فرض تو راجح قول یہی ہو کہ نفل اگرچہ سنت ہی ہون مراد ہین قضا کا پڑھنا عین حالت خطبہ بھی جایز ہو بلکہ صاحب ترتیب کو لازم ۔ پھر اسمین اختلاف ہوا کہ کلام سے کونسے کلام مراد ہین دنیاوی عرفی کلام مراد ہو یا دینی اخروی بھی ممنوع ہو اصح راجح قول یہی ہے کہ دنیاوی عرفی مراد ہے دینی اخروی جایز ہے اور مخالف اسکے قول مرجوح مردود ہو اب نصوص ائمہ کی عبارات کے جن مین ترجیح ائمہ اہل ترجیح کی مذکور و منصوص ہو ۔ سنیے علامہ شامی شرح ولا کلام مین لکھتے ہین کہ ای من جنس کلام الناس واما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح کذا فی النہایۃ والعنایۃ اھ بحر الرائق مین ہو کہ وفی النہایۃ اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ قال بعضھم انما یکرہ ما کان من کلام

الناس واما التسبیح ونحوہ فلا وقال بعضہم کل ذلک مکروہ والاول اصح اھ
کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے کہ قولہ اذا خرج الامام ترک الناس الصلوٰۃ
والکلام اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ قال بعضہم انما یکرہ الکلام
الذی ھو معنی کلام الناس واما التسبیح واشباھہ فلا وقال بعضہم
کل ذلک مکروہ والاول اصح کذا فی مبسوط شیخ الاسلام **عنایہ**
مین تحت شرح قول ولا کلام کے لکھتے ہین کہ یرید بہ ما سوی التسبیح ونحوہ
علی الاصح اھ شیخ الاسلام **عینی حاشیہ ہدایہ** مین فرماتے ہین کہ ھذہ الذی
ذکرہ من کراھۃ الصلوٰۃ والکلام وقت خروج الامام عند ابی حنیفۃ رضی اللہ
عنہ اختلف المشایخ علی قولہ فقال بعضہم یکرہ کلام الناس اما التسبیح
واشباھہ فلا یکرہ وقال بعضہم یکرہ کل ذلک والاول اصح اھ **علامہ
سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح** مین لائے ہین کہ وفی
البحر عن العنایۃ والنھایۃ اختلف المشایخ علی قول الامام فی الکلام قبل
الخطبۃ فقیل انما یکرہ ما کان من جنس کلام الناس اما التسبیح و
نحوہ فلا وقیل ذلک مکروہ ایضا والاول اصح ومن ثم قال فی البرھان
وخروجہ قاطع للکلام ای کلام الناس عند الامام اھ فنعلم بھذا
انہ لاخلاف بینہم فی جواز غیر الدنیوی علی الاصح ویحمل الکلام
الوارد فی الاثر علی الدنیوی اھ پھر وہی **علامہ طحطاوی حاشیہ
درمختار** کے باب الاذان مین متعلق قول صاحب الدر ولا یجیب بلسانہ
اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب کے لکھتے ہین کہ مراعاۃ لقول الامام

بکراھۃ الکلام مطلقا اذا صعد الخطیب المنبر لکن سیاتی فی الجمعۃ
ان الاصح جواز الاذکار عندہ قبل الشروع فی الخطبۃ فلا مانع من الاجابۃ
اھ وہی علامہ باب الجمعہ مین فرماتے ہین کہ قولہ ولا کلام ای من جنس کلام
الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح اھ اور متعلق قول **درمختار**
والخلاف فی کل کلام یتعلق بالاخرۃ کے فرماتے ہین کہ ھذا احد قولین
والاصح کما فی النہایۃ والعنایۃ انہ لا یکرہ نحو التسبیح عندہ ایضا قولہ علی
ھذا ای علی قولہ والخلاف فی کل کلام اھ وقد علمت الاصح اھ **علامہ**
یوسف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین فرماتے ہین کہ قولہ والکلام
یرید بہ ما سوی التلاوۃ والتسبیح ونحوھما علی الاصح وقال بعضہم کل
کلام اھ دیکھو ان نصوص ائمہ مین جا بجا مذکور ہر کہ اختلف المشایخ علی قول
الامام۔ ای کلام الناس عند الامام۔ وانہ لا خلاف بینہم فی غیر
الدنیوی۔ قولہ علی ھذا ای علی قولہ۔ اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ
رضی اللہ عنہ تو یہ اختلاف قول امام الائمہ مین علما اور مشایخ نے کیا ہی بالآخر
ترجیح امام شیخ الاسلام صاحب ترجیح نے مبسوط مین اوسی قول کو دی ہر کہ مراد
قول امام الائمہ مین کلام سے کلام دنیاوی عرفی ہر جو ممنوع ہر دینی اخروی جائز
ہے مثل تسبیح اور دعا کے اور قول مخالف کو کسینے ائمہ اہل ترجیح سے ترجیح نہین
دی ہمنے اس امر کو بہت تلاش کیا ہر اور اگر کسینے مطلق کلام کے ممنوع ہونے کو
ترجیح بھی دی ہر اور صحیح کہے دیا ہو تو وہ ائمہ ترجیح اور اختیار فی الشرع سے نہین
اگر بالفرض قول مخالف کی ترجیح بھی کسی امام سے ائمہ ترجیح سے ثابت ہو جائے

تب بھی دونون قول پر عمل جایز ہوگا درمختار اور اسکے حواشی اور بحر الرائق اور **شرح حموی** مین ہو حتی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء والعمل باحدھما ام تو بعد ثبوت تصحیح کسی امام ائمہ ترجیح کے حق مین عدم جواز مطلق کلام کے بعد خروج الامام بھی جایز ہوگا نہ ممنوع حال انکہ اثبات تصحیح قول مخالف کے کسی ترجیح سے محالات سے ہو چکی ہو جب یہ سن چکے تو اب سنئے کہ وہ **قول صاحب معراج کا** جو علامہ شامی نے نقل کیا ہو قال فی المعراج فیسن الدعاء بقلبہ لا بلسانہ لانہ مامور بالسکوت ام کونسے قول پر مبنی ہے راجح پر یا مرجوح پر یا مامور بالسکوت علی الاصح الراجح صرف کلام دنیاوی عرفی ہو یا دینی اخروی سے بعد فہم مراد کلام کے منھ نکلی بات کی پاسداری کرنے اور بلا دلیل مکابرہ مجادلہ کرنا اور عوام الناس کو متزلزل کرنا خلاف داب علما حفاظ دین سے ہو **درمختار** کے **مقدمہ** مین ہو کہ ان الحکم والفتیا وکذا العمل لنفسہ بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع ام **حاشیہ شامیہ** کے جلد اول کے ص۵۱ مصری پر ہو کہ ومذھب الحنفیۃ المنع عن المرجوح حتی لنفسہ لکون المرجوح صار منسوخا ام پھر اوسی حاشیہ **شامیہ** کے ص۵۹ پر ہو کہ فقد مر ان القول الضعیف فی حکم المنسوخ وان الحکم بہ جہل وخرق للاجماع وایضا فیہ ان الحکم والعمل بالمنسوخ حرام یہ راجح مرجوح اسی اختلاف مین ہو کہ بعد صعود علی المنبر چنانچہ اسکو ثابت کیا ہو علامہ طیبی اور شیخ الاسلام عینی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی اور ابن حجر مکی اور علامہ ملا علی قاری وغیرہم نے قبل شروع خطبہ کے یا جلسہ مین بین الخطبتین کے ہو یا بعد فراغ عن الخطبہ قبل از تکبیر صلوٰۃ ہو

قول راجح کی دلیل و علت **مراقی الفلاح** مین یہ بیان ہوئی ہی کہ لان الکراھۃ للاخلال بفرض الاستماع ولا استماع ھنا اھ **حاشیہ طحطاوی** مین اسکے نیچے لکھتے ہین کہ ھذہ علۃ لاصل الخلاف ولقول ابی یوسف بجوازہ فی الجلوس ایضا اور جو اختلاف حالت خطبہ مین یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے وقت درود پڑھنے کا یا رد سلام کا یا الحمدللہ کہنا وقت عطسہ کے یا جواب عطسہ کا یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر اشارہ سے یہ سب امور حالت خطبہ مین بھی علی الراجح الصحیح کرنے جایز ہین **کبیری شرح منیہ** مین ہی کہ وعن ابی حنیفۃ اذا عطس یحمد اللہ فی نفسہ ولا یجہر وھو الصحیح وکذا لو شمت او رد السلام فی نفسہ جاز وکذا لو اشار براسہ وعینیہ او یدہ عند رویتہ المنکر ولم یتکلم بلسانہ الصحیح انہ لا یکرہ اھ پھر امام محقق شیخ ابن الہمام جو ائمہ اہل ترجیح و اجتہاد سے ہین **فتح القدیر** مین فرماتے ہین کہ وعن ابی یوسف ینبغی ان یصلی فی نفسہ لان ذلک مما لا یشغلہ عن سماع الخطبۃ فکان احرازا للفضیلتین وھو الصواب وھل الحمد اذا عطس الصحیح فی نفسہ اھ **مراقی الفلاح** مین ہی کہ واذا امر الخطیب بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی سرا احرازا للفضیلتین ویحمد فی نفسہ اذا عطس علی الصحیح اھ **ہدایہ** مین ہی کہ الا ان یقرء الخطیب قولہ تعالی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فیصلی السامع فی نفسہ اھ **کفایہ حاشیہ ہدایہ** مین ہے کہ قولہ فی نفسہ ای یصلی بلسانہ خفیا اھ **مستخلص الحقایق شرح کنز الدقایق** مین ہی قولہ فی نفسہ یصلی السامع بلسانہ خفیۃ لا بقلبہ اھ علامہ زینبی

شرح مختصر وقایہ مین ذیل شرح قول مختصر کے فیصلی سرّاً لکھتے ہین کہ فیصلی السامع بلسانہ خفیا لا بقلبہ اھ **جامع الرموز** مین ہو کہ فیصلی السامع سرا ای فی نفسہ بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فافہم فسروا بہ **مجمع الانہر** مین ہے کہ قولہ الا اذا قرأ قولہ تعالیٰ صلوا علیہ فیصلی سرا کما فی اکثر الکتب اھ لا بقلبہ اسی واسطے لکھتے ہین کہ یہ مسئلہ ثابت اور مسلم الثبوت ہو عند الفقہا والمحدثین کہ جو ذکر و دعا مشروع شرعا ہو چکی ہے جبتک اوسکو زبان سے نہ کہے تو وہ غیر معتد بہ ہو لہذا **علی الراجح جب دینی اذکار وادعیہ بعد خروج امام کے جائز و مشروع ہوئین توانکا فی نفسہ سرا** کہنا بھی **مشروع** ہوا اور جو کوئی مطلقا بعد خروج امام کے کلام ممنوع کہتا ہو دینی یا دنیاوی وہ فی نفسہ سرا بلسانہ کو ناجائز جانتا ہے بلا ناچاری سے اوسکو سنت بھی کہتا ہو اور بعد ازان بقلبہ اپنے پاس سے لگاتا ہو بنے مدت مدید سے **رد المحتار حاشیہ در المختار** مین دیکھا ہے کہ قال فی المعراج فیسن الدعاء بقلبہ لا بلسانہ لانہ مامور بالسکوت اھ اور اسکے مضمون کی کتب دینیہ مذہبیہ مین بہت تلاش کی اسقدر توصحیح ہو فیسن الدعاء مگر بقلبہ لا بلسانہ مبنی پر قول مرجوح ہے کہ جب مسنون ہے دعا تو بلسانہ کرنے ہے اسکو کسنے ائمہ ترجیح سے منع کیا ہے یہ بات ہمکو بتا مین اسکی سخت ضرورت ہے کیونکہ علی الراجح ہمنے آپ پر ائمہ ترجیح کے اقوال کتب معتمدہ سے پیش کردی ہین کہ کلام دینی اخروی کا آہستہ کہنا حالت خطبہ و سکوت خطیب ممنوع نہین دنیاوی عرفی ممنوع ہے کیا دعا کا کہنا حالت خطبہ یا جلسہ بین بین الخطبتین

فتویٰ

فاضل علامہ کامل فہامہ محقق علوم عقلیہ مدقق فنون نقلیہ صاحب فضل ظاہر جناب مولانا مولوی غلام قادر صاحب دامت فیوضاتہم امام مسجد بیگم شاہی لاہور

الجواب ھو اللہ اللھم ہدایۃ الحق والصواب

مین نے آپکے پرچہ مقدمۃ الجیش اور میر صاحب کے رسالے کو بخوبی مطالعہ کیا آپ کے پرچہ کو حق اور میر صاحب کے رسالے کو خلاف حق پایا میر صاحب کے فتاوٰون کے عبارات مین جو سرقت ہوئی ہے کتب کے مقابلہ سے برابر پایا وہ قابل عمل نہین جلوس بین الخطبتین مین دعائے سری مع رفع الیدین سنت ہے امام اور مقتدیون کو بالاتفاق نزدیک حنفیہ وشافعیہ کے اہل سنت کو چاہیے کہ کبھی اس فعل سنت کو ترک نہ کرین اسکو بدعت کہنے والا منکر سنت نہوگا تو اور کیا ہوگا ایسے مسائل کے منکر فرقہ وہابیہ نجدیہ ہے کہ انکے مدعائے فاسد پر منافقی کا نافقاء سرزد ہوتا ہے اسکی مثال موش جنگلی کے مانند ہے کہ اسکے بل کے دو سوراخ ہوتے ہین ایک کا نام قاصعاء ہے جو ظاہر منکشف ہوتا ہے

دوسرے کانام نافقاء ہے جو مخفی ہوتا ہے جب صیاد قاصعاء کی طرف سے
اسکے ماخوذ کرنے کو بل کھودنے لگتا ہے تو اسوقت وہ نافقاء سے بے معلوم
نکل جاتا ہے یہی طریق وہابیون کا ہے کہ جب اہل سنت والجماعت اپنے
ادلہ قویہ واسانید جیدہ کو انکے ماخوذ کرنے کے لئے لکھتے ہین تو یہہ لوگ ظاہر
مین روایات حنفیہ واحادیث نبویہ کے عبارتون کو خلاف مدعا کے حذف کر کے
انکے مقابل مین ظاہر کرتے اور اصلی مسائل حنفیہ اور معمول بہا کو اخفا کر کے
نافقاء سے نکل جاتے ہین مگر صیاد سے باہوش مجرب راوی نافقاء کو بند
کرتا ہے پھر قاصعا سے کھود کر اسکو مار لیتا ہے پس ہر قول وفعل وہابیہ کا
ناشی از کفر ہے واللہ اعلم بالصواب کتبہ فقیر **غلام قادر**

حنفی القادری البھیروی بالفعل متوطن

لاھور مسجد بیگم شاھی

قطعہ تاریخ از نتایج افکار ناظم یکتا شاعر بیہمتا ابو سعید مولانا مولوی الٰہی بخش صاحب کمتر مبارکپوری قادری مدرس کھاراتالاب اردو اسکول میونسپل بمبئی

چھپ گیا شکر خدا اب جواب لاجواب
دیکھنے کو جسکے تھی مشتاق عالم کی نگاہ

جو دلیلین پیش کی ہین قابل تسلیم ہین
تمنے کی تحقیق اچھی ای مؤلف واہ واہ

دیدۂ حق بین اگر بنجائے چشم معترض
حق و باطل سب نظر آنے لگے بے اشتباہ

متفق سب اہلسنت ہون امور خیر مین
یا الٰہ العالمین ہے یہ دعا شام و پگاہ

مصرعۂ تاریخ سال طبع ای کمتر لکھو
یہ رسالہ ہے شعاع مہر حق عالم پناہ
١٩ ١٣

ایضاً

مرحبا خوب یہ رسالہ ہے
قول بے اصل کا ازالہ ہے

طرز تحریر ہے بہت عمدہ
فقرے شیرین متین و پاکیزہ

بسط سے بات بات لکھی ہے
راستی ہر طرح ٹپکتی ہے

صفحہ صفحہ ہے محضر تحقیق
ہر سطر سلک گوہر تحقیق

کوئی دیکھے جو چشم حق بین سے
باز آجائے بغض اور کین سے

اہل ایمان سے خدائے جلیل
اب تعصب ہو ایکدم ترحیل

صاف ہر سینہ ہو کدورت سے
ملین آپسمین ہم محبت سے

مسئلونمین نہ اختلاف ہووے
دشمنی دور ہو ملاف ہووے

دم

رحم فرما ہماری حالت پر
بہر تاریخ سال اے کمتر
لکھ دو یہ مصرع اب بلا افکار

آسرا بس ہے تیری رحمت پر
کسلئے اسقدر ہو تم مضطر
نور ایمان و مخزن انوار
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ من طبع زاد شاعر خوش بیان جناب منشی عباد اللہ صاحب لکھنوی مہتمم رسالہ ہذا شاگرد مولف

یہ رسالہ چھپ گیا ہے اندنون
یا الٰہی سب کو دے توفیق نیک
ہم اوٹھائیں ہاتھ تیرے روبرو
اے عباد اللہ کیون ہو فکر سال
فرق جاہل کاٹ کر لکھدو یہ تم

لاجواب و بیعدیل و بے بدل
تاکہ ہون سب عامل خیر عمل
پر کرین دامان امید امل
لو یہ مادہ خوب اب آیا نکل
جل ہی جائے منکر خیر عمل
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج بلند آسمان پیوند شاعر غرا سخنور یکتا جناب ابو الفتح منشی عبد الحق صاحب محمد آبادی ذو الفقار شاگرد مولانا مولوی محمد عثمان ہیڈ ماسٹر کھارا نالا اردو اسکول ہیپوپلن نلبی مولف رسالہ ہذا

میرے مشفق محترم اوستاد کا
اونکی یہ تالیف و تصنیفِ انیف
معترض کے خوب ہین اسمین جواب
بے ششش پنج اسکا سال طبع لکھہ

علم و حلم و خلق فیض عام ہے
دشمنون کے واسطے صمصام ہے
کینہ جو کا اب برا انجام ہے
خارِ چشم حاسدِ بدنام ہے

قطعہ تاریخ از طبعزاد شاعر با استعداد جناب منشی ولی اللہ صاحب تارکش گوپاموی شاگرد مولانا مولوی محمد عثمان صاحب

اے ولی اللہ از فضل خدا
ہے یہ رنگین مصرعۂ تاریخ سال

یہ رسالہ ہوگیا ہر دل قبول
بوستانِ دولتِ دینِ رسول

قطعہ تاریخ از نتایج بلند شاعر بیدل سخنور خوشدل ناظم بے مثل مصنف عین الفوائد جناب منشی عین الدین صاحب عین تخلص

شکر حق آرد بجا بر این کتاب معتبر
لاجواب ست عدیم المثل مضمون کتاب
مولوی عثمان غنی چون این کتابی را نوشت
بہرِ تاریخش چو فکرم شد دبیر غیب گفت

ہر کہ انداز د بچشم و دیدۂ دل خود نظر
ہر چہ در وصفش نویسم باشد از چیزی حقیر
شد صدای آفرین بیرون ز دہن ہر بشر
کلک گیر و کن رقم خطی چنین از آب زر

بر نسیم گلشن مکتوب این ای عندلیب
کے مرا ئل عین باشد غنچۂ دل بادگر